جامعہ مدنیہ لاہور کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ
لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدّثِ کبیر حضرت مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

نگران

مولانا سیّد رشید میاں مدظلہ

مہتمم جامعہ مدنیہ، لاہور

ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

اگست ۱۹۹۷ء

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت قاری محمد طیبؒ صاحبؒ (دیوبند)

نبیٔ اکرمؐ، شفیع اعظمؐ، دُکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے، کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا، خبر تو عالی مقام لے لو

عجب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جادہ نہ پاسباں ہے
بشکل رہبر چھپے ہیں رہزن، اُٹھو ذرا انتقام لے لو

قدم قدم پہ ہے خوف رہزن زمین بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن، تمھیں محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے، کبھی مذاقِ جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے، خبر تو خیر الانام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں، نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی سے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیبؔ مزارِ اقدس پہ جاکے اک دن
سناؤں اُن کو میں حال دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۵ | ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ _ اگست ۱۹۹۷ء | شمارہ : ۱۱

مدیر

سیّد محمود میاں

مدرس و نائب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۰ روپے ـ ـ ـ ـ ـ سالانہ ۱۱۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات ـ ـ ـ " ۴۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ " ۱۰ امریکی ڈالر

امریکہ افریقہ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ " ۱۶ ڈالر

برطانیہ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ " ۱۷ ڈالر

○ اس دائرہ میں سُرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ

ماہ . . . . سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ

جاری رکھنے کے لیے مبلغ . . . . . ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

کوڈ ۵۴۰۰۰ فون ۷۷۲۴۲۷۳-۲۰۱۰۸۶

فیکس نمبر ۹۲-۴۲-۷۷۲۶۷۰۲

○

سید رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ	۵
الخلیفۃ المہدی	شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ	۱۱
قنوت نازلہ		۲۲
سلام	حافظ نورِ محمدؐ انورؔ	۲۴
حیلے اور بہانے	حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری	۲۵
خواتین کی تعلیم و تربیت	شیخ علی عبد الرحمٰن الحذیفی	۳۰
دُنیا مردار ہے (نظم)	جناب سیّد امین گیلانی صاحب	۳۷
تاریخِ قرارات	مولانا ڈاکٹر عبد الواحد صاحب	۳۸
حاصلِ مطالعہ	مولانا نعیم الدّین صاحب	۴۸
تقریظ و تنقید		۵۸

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہٗ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

انڈیا میں رابطے کے لیے

حضرت مولانا سیّد رشید الدّین صاحب حمیدی مدظلہ العالی، مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد یو۔پی۔انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم ۔ امابعد !

گزشتہ ماہ ۲۴ جولائی کے روزنامہ جنگ میں امریکہ کا یہ مطالبہ جلی سُرخی سے شائع ہُوا کہ "پاکستان توہینِ رسالت کا قانون ختم کرے" گزشتہ پانچ چھ برس سے ناموسِ رسالت کے ڈاکو پاکستان میں اپنے ناپاک عزائم کے سلسلہ میں سرگرم ہوتے دکھائی دیتے ہیں ۔ ان سرگرمیوں کا اصل منبع قادیانی اور عیسائی ہیں جن کی امریکہ اور یہودی لابیاں معاون اور مددگار ہیں جن کے بل بوتے پر یہ دونوں کافر پارٹیاں دندناتی ہیں اور شانِ رسالت میں گستاخی کی مرتکب ہوتی رہتی ہیں اور مسلمانوں کی دینی غیرت کو للکارتی ہیں اس دوران امریکہ اور دیگر مغربی طاقتیں اور ــــــ نام نہاد انسانی حقوق کے نام پر قائم ادارے دُنیا بھر میں شور مچا کر اس کو انسانی حقوق ــــــ کا نام دے کر دُنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی پُوری کوشش کرتے ہیں، مگر اس طرح کے جھُوٹے اور گمراہ کُن پراپیگنڈے کے ذریعہ یہ قوتیں اپنے ناپاک عزائم میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتیں ۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ عُلماء حق کی خدمات اور قربانیوں کے طفیل جب تک ایک بھی غیرت مند مُسلمان پاکستان میں زندہ ہے نبی علیہ السّلام کی ناموس پر حرف نہیں آسکتا ۔ دراصل ہمارا حکمران طبقہ ہمیشہ سے مغربی قوتوں سے مرعوب رہا ہے اور اپنے بہت سے مسائل اور مشکلات کا حل مغربی طاقتوں کے ہاتھ میں خیال کرتا ہے ۔ حکمرانوں کی اس خام خیالی اور احساس کمتری نے

عیسائی اور یہودی قوّتوں کو یہ حوصلہ دیا ہے کہ وہ ہمارے اندرونی اور خالص دینی معاملات میں مداخلت کریں یہ تو اللہ تعالیٰ کا اس خطّہ پر خاص فضل ہے کہ یہاں ایسے عُلمائے حق پیدا فرما دیے جن کے طفیل مسلمانوں کے دلوں میں شان رسالت کا ایسا بے داغ تصوّر بیٹھ گیا کہ اس کے لیے مُسلمان اپنی عزیز جان بھی قربان کرڈالتا ہے

لہٰذا ہمارے حکمرانوں کو چاہیے کہ اس مسئلہ پر مغربی آقاؤں سے ہرگز مرعوب نہ ہوں اور امریکہ پر واضح کر دیں کہ یہ خالص ہمارا مذہبی معاملہ ہے اس پر اس کو مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے۔ دوسری طرف "توہینِ رسالت" قانون کو مزید مؤثّر بنایا جائے اور اس کے طریقہ کار (PROCEDURE) کو مزید سہل کیا جائے تاکہ اس ناپاک جُرم کا ارتکاب کر کے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی آئندہ کوئی جُرأت نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے دین پر ثابت قدم رہنے اور اس کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمود

مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلہم

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مُبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف رح کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں اُنھوں نے مولانا سیّد محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اَجر سے نوازے۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالہ "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین واحباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت در فشاں است ، خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر ۱۷ سائیڈ ۵ نومبر ۱۹۸۲ء

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وّ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

اما بعد! عَنْ اُمِّ سُلَیْمٍ اَنَّھَا قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَسٌ خَادِمُکَ اُدْعُ اللّٰہَ لَہٗ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَبَارِکْ لَہٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَہٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَاللّٰہِ اِنَّ مَالِیْ لَکَثِیْرٌ وَاِنَّ وَلَدِیْ وَوَلَدَ وَلَدِیْ لَیَتَعَادُّوْنَ عَلٰی نَحْوِ الْمِائَۃِ الْیَوْمَ [1]

حضرت اُم سُلیم رضی اللہ عنہا سے (جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں) روایت ہے کہ اُنھوں نے (جب اپنے بیٹے انس کو ان کی چھوٹی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پیش کیا تو اس وقت) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ انس ہے جس کو آپ کا خادم بنا کر آپ کی خدمتِ اقدس میں پیش کر رہی ہوں۔ اُس کے لیے دُعا فرما دیجیے تو آپ نے یہ دُعا فرمائی۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۵

" خدایا ! اس (انس رضؓ) کے مال کو زیادہ کر، اس کی اولاد کو بڑھا اور (اپنی طرف سے) جو نعمتیں تو نے اس کو عطا کی ہیں ان میں برکت دے" حضرت انس رضؓ کہتے تھے کہ خدا کی قسم (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی اس دُعا کے سبب) میرا مال نہایت بہتات اور نہایت برکت کے ساتھ ہے اور میری (بلاواسطہ) اولاد اور میری اولاد کی اولاد آج شمار میں سَو کے قریب ہے۔"

حضرتِ آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک خادم صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں، اُن کا واقعہ ہے کہ اُن کی والدہ حضرت اُم سُلَیم (رضی اللہ عنہا) جنابِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں اُنھیں لے کر آئیں، اور یہ عرض کیا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَسٌ خَادِمُكَ اَنَسْ جو ہیں یہ جناب کے خادم ہیں ـــــ اُدْعُ اللّٰہَ لَہٗ اُس کے لیے جناب دُعا فرمادیں تو آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنھیں یہ دُعا دی اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَبَارِكْ لَہٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَہٗ، خداوند کریم اِن کے مال بڑھادے اِن کی اولاد بڑھادے اور جو کچھ ان کو تو عطا فرماتے اس میں برکت دے، اب حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اپنے آخری دَور میں" وَاللّٰہِ اِنَّ مَالِیْ لَکَثِیْرٌ میرا مال خدا کی قسم بہت ہے - وَاِنَّ وَلَدِیْ وَوَلَدَ وَلَدِیْ میرے لڑکے اور اُن کی اولاد لَیَتَعَادُّوْنَ عَلٰی نَحْوِ الْمِائَۃِ اَلْیَوْمَ آج وہ سو سے زیادہ ہیں۔ یہ بھی آتا ہے کہ خود میرے بچے جو ہیں اپنے دوسری روایتوں میں آتا ہے، وہ ایک سو پچیس ہیں لڑکے ہی لڑکے اور دو بیٹیاں ہیں اور اُنھوں نے یہ بھی بیان فرمایا کہ میری زمین جو ہے اُس کے باغات میں سال میں دو دفعہ پھل آتا ہے اور ویسے بخاری شریف میں آتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حجاج بن یُوسف کے آنے سے پہلے میری اولاد اور اولاد کی اولاد میں سے جو بچّے وفات پاچکے تھے۔ اُن کی تعداد بھی ایک سو بیس تھی، تو بہت بڑی تعداد بن جاتی ہے جو پیدا ہُوئے اور پھر اُن سے آگے جو خاندان چلا وہ بہت بڑی تعداد بن جاتی ہے یہ بصرہ میں رہتے رہے ہیں۔ حضرت انس رضؓ نے بصرہ میں زمین لے لی تھی اور بصرہ ایک فوجی مرکز تھا۔ وہاں سے اِدھر فوجیں بھیجی جاتی تھیں جنوب مشرقی حصّہ میں، بصرہ کا مشرقی حصّہ یہ سارے کا سارا بصرہ ہی سے تعلّق رکھتا تھا۔ حتّٰی کہ یہ سندھ بھی اس کا بھی تعلّق بصرہ سے تھا۔ اُنھوں نے وہاں زمین لے لی باغ تھا۔ جمعہ کے لیے وہ شہر تشریف لایا کرتے تھے. تقریباً چھ میل کے فاصلے پر تھے تو کبھی کبھی تو آتے تھے کبھی نہیں آسکتے تھے، عمر بھی خداوند کریم نے بہت دی، سو سے زائد

ہی ہوئی عمر اُن کی، تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دُعا دی، اس سے بعض حضرات کہتے ہیں کہ مال جو ہے وہ اچھی چیز ہے، ویسے حدیث میں بھی آیا ہے کہ مال بہت اچھا ساتھی ہے مُسلمان کا جب وہ صحیح طرح خرچ کرتا رہے اور اللہ کے حقوق اُس میں سے ادا کرتا رہے، ورنہ اُس کی مثال ایسی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے جیسے کوئی جانور بہت کھالے تو اُس کو بہت کھانے کی وجہ سے اپھارا ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی وہ موت کے قریب تک لے جاتا ہے اُسے، لیکن ویسے خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ یہ مال جو ہے سبز چیز نظر آتی ہے۔ شیرینی اس میں ہے جو انسان کو مرغوب ہے یہ اور نِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ بہت اچھا ساتھی ہے مُسلمان کا جب تک وہ حقوق ادا کرتا رہے جو خداوند کریم نے اس کے ذمّے کیے ہیں، اُن میں تقصیر نہ کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو آپ نے جو دُعا دی ہے یہ مال کی کثرت کی دُعا ہے اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ مال کی کثرت بھی جائز ہے، خداوند کریم کسی کو مال زیادہ دے دے یہ بھی ہو سکتا ہے اور آخر تھے ایسے حضرات صحابہ کرامؓ میں بھی، جیسے عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہ وہ مالدار تھے، لیکن بہت زیادہ خرچ کرتے رہتے تھے۔ اِتنا اِتنا زیادہ خرچ کرتے تھے کہ جو اندازہ میں نہیں آسکتا تھا۔ کتنی سواریاں دے دیں، کتنے اُونٹ میں دوں گا اس سامان سمیت دوں گا پھر دوں گا، جب اپیل کی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اِنہوں نے خرچ کرنے میں سبقت کی۔

سب سے پہلے تو مدینہ شریف ہی میں سمجھ لیجیے کہ میٹھا پانی ملنا مشکل ہوتا تھا وہاں کا پانی جو عام مل سکتا ہے۔ زمین میں سے نکلتا ہے۔ وہ کھاری ہے تو کہیں کہیں میٹھا ہے اکثر جگہ کھاری ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو آدمی "رُوْمَہ" کا کنواں خرید لے اور اس کو سب کے لیے جائز قرار دے کہ جو مسلمان چاہے اُس میں سے پانی لے کر پی لے تو اُس کو جنت میں اس کے بدلے میں کنویں کی اور جنّت کی ضمانت دیتا ہوں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خرید ا اور وقف کر دیا۔ یَجْعَلُ دَلْوَہٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِ ـــــ جیسے سب کے ڈول ویسے ہی اُس کا ڈول کوئی حق اپنا زائد نہیں سب کے برابر رکھ لیا تو ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا ہو اور جہاں اسلام کی ضرورت ہو ہم پیش کریں

مالی قربانی۔

اسلام کا ویسے اقتصادی نظام اور ڈھانچہ جو ہے اُس میں چونکہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو خود سرکاری ہو جاتی ہیں ایک ، دوسرے یہ کہ ناجائز کمائی جو ہے وہ ممنوع ہے اس لیے اُس کے اندر بہت مالدار طبقہ جو ہے وہ بہت ہی کم ہے سوائے اس کے کہ کسی کے قسمت میں ہی خدا مال لکھ دے تو الگ بات ہے وہ بھی نظر آئے گا۔ سب کو معلوم ہو گا کہ یہ ہُوا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی تھے اُن سے بات کی مولَی الْحُرَقَۃ اور ان کو مال دیا اُنھوں نے ایک سودا کیا اور اُس میں ایک ہی دن میں وہ بہت سارے پیسے کما کر لائے۔ پھر اُس نے کہا کہ کیا ایسا ہے کہ آپ مجھے اس طرح سے روپے دیتے رہیں اور میں کرتا رہوں کام ، اور مَیں اپنے آقا سے اپنی قیمت دے کر آزاد ہو جاؤں مُکَاتَبْ ہوں میں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے منظور فرمالیا اور وہ اتنا ہوشیار آدمی تھا کاروباری ذہن تھا اُس کا کہ وہ نفع ہی لاتا رہا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یتیم کے مال کے متعلّق جو بیت المال میں دس ہزار کی صُورت میں تھا ایک آدمی سے کہا کہ تم فلاں علاقے میں جاتے آتے رہتے ہو، تجارت کے سلسلے میں تو وہاں کوئی ایسا موقع ہے ایک مال ہے یتیم کا مَیں چاہتا ہوں کہ یہ کہیں ختم ہی نہ ہو جائے محفوظ رہے اور بڑھ جائے تو مَیں تمہیں دے دوں یہ ، اُنھوں نے کہا دے دیجیے، اب وہ وہاں گئے اور لے گئے وہ مال دس ہزار، اور کافی دنوں بعد وہ آدمی آیا واپس جب آیا تو پُوچھا کہ کیا ہُوا وہ مال مَیں نے تمہیں دیا تھا۔ اُس کی تجارت کی، کیا ہُوا؟ اُنھوں نے کہا کہ ہاں مَیں نے تجارت کی اور وہ ایک لاکھ ہو گیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ ٹھیک ہے وہ سب دے دو، ہمیں اس سے آگے تجارت چلانے کی ضرورت نہیں ہے اتنا ہو گیا وہ کہ اتنے عرصہ میں یہ بچّہ خود ہی بڑا ہو جائے گا خود ہی اپنا کاروبار سنبھال لے گا جو چاہے گا کرے گا تو یہ اتنا کافی ہو گیا۔

بعض لوگوں کے ہاتھ میں کوئی خاص برکت ہوتی ہے۔ طریقہ ہوتا ہے کوئی ایسا ،

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ جو ہے یہ اُن کے دَور کا نہیں ہے بلکہ دور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے یعنی مولیٰ الحرقۃ نے کہا کہ جناب مجھے کوئی وہاں بیٹھنے نہیں دے گا

کا باغ اگر اُس نے خریدا ہے اور وہ دو دفعہ پھل دینے لگے سال میں تو پھر یہ تو قدرتی بات ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خُدا کی طرف سے اس کے ساتھ ہو رہا ہے سلوک، بہرحال اِن کو دُنیا میں یہ ملا، یہ دُعا دُنیا سے بھی تعلق رکھتی ہے کیونکہ بَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ یہ برکت جو ہے یہ ایسی چیز ہے کہ اس میں آخرت بھی آجاتی ہے انسان کی، مبارک مال تو وہی ہے کہ جو آخرت کے لیے بھی مفید ہو اور اگر فقط دُنیا کے لیے مفید ہے تو وہ شریعت کی نظر میں مبارک نہیں بنے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پھر اتنا زیادہ دیا اور اتنی اولاد دی اور برکت عطا فرمائی اور عمر بھی خدا نے بہت دی، یہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خادم تھے اور سب لوگ ان کی عزّت کرتے رہے ہیں، حجاج بن یُوسف آیا ہے ۷۵ھ میں عراق میں بصرہ میں اُس نے بدتمیزی کی کچھ اِن کے ساتھ یہ گئے شکایت کرنے عبدالملک بن مروان سے، پہلے بھیجا خط اُس نے تنبیہ کردی۔ حجاج بن یُوسف کو اور کہا کہ اگر عیسائیوں کے پاس یہودیوں کے پاس ان کے نبی کا خادم ہوتا تو وہ پتہ نہیں کیا درجہ اسے دیتے اور تو ایسی باتیں کرتا ہے اِن کے ساتھ تنبیہ کردی، روک دیا اُس کو یہ فرماتے ہیں کہ حجاج بن یُوسف ۷۵ھ میں آیا تو اُس وقت سَو سے زیادہ میرے بچّوں کی پیدائش ہوکر پھر بڑی عمر ہوکر انتقال بھی ہوچکا تھا اولاد در اولاد ہوکر اور میری بیٹی نے مجھے یہ گن کر بتایا اُمَیْمَۃ یہ اسمِ گرامی تھا اُن کا غالباً اُنھوں نے مجھے بتایا ہے کہ اتنے بچّے اس طرح ہوئے ہیں، اور اس طرح ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن کو اپنے عمل کے درجات عطا فرمائے اور ہمیں آخرت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے۔

(قسط ۲)

الخلیفۃ المھدی فی الاحادیث الصحیحۃ

تالیفِ لطیف

المحدّث النبیل و المجاہد الجلیل شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

تقدیم، تعلیق، تحشیہ

مولانا حبیب الرحمن صاحب قاسمی اُستاذ دارالعلوم دیوبند

بازار میں کیونکہ بازار میں بیٹھنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آرڈر نافذ کر رکھا تھا کہ جو تجارت کرے وہ اُصولِ تجارت جانتا ہو مسائل تجارت جانتا ہو اُس کو اجازت دیتے تھے اگر مسائلِ تجارت نہیں جانتا جاہل آدمی ہے۔ (مسائل سُن کر بھی سیکھے جاسکتے ہیں) ایسا جاہل کہ جو بالکل جانتا ہی نہ ہو مسائل اور عمل نہ کرتا ہو ایسے آدمی کو نہیں اجازت دیتے تھے، ورنہ بازار میں بیٹھ جائے ٹھیک ہے دکان لے کام کرے مسائل کے مطابق کرے شریعت کے مطابق کرے خرید و فروخت یہ جو دھوکے بازیاں ہیں مال دکھایا کچھ دے کچھ دیا، اور مال میں عیب ہے بتایا نہیں چھپا لیا، ایسی چیزوں کے مسائل اگر اُسے آتے ہوں گے تو کسی مُسلمان کو ایسا دھوکہ نہیں دے گا اور صحیح ناپ تول جو ہے نہایت ضروری تھی اور اگر کوئی ناپ تول میں غلطی کرتا ہے اس طرح سے اس کا وہ گویا سمجھیے کہ لائسنس منسوخ کر دیتے تھے، اُس کو بازار میں بیٹھنے کی پھر اجازت نہیں ہوتی تھی تو اجازت تھی نہیں اسے، اس نے کہا کہ جناب میں تو اُصول وغیرہ جانتا ہوں، لیکن میں غلام بھی ہوں ابھی، آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت لے دیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تھا اُن سے کہ اِس کو بیٹھنے کی اجازت دے دیجیے تو بس پھر چند دن میں ہی بہت بڑا نفع اُن کو ہو گیا تو نفع کی شکلیں جتنی بھی ہوتی ہیں وہ سب کے سامنے ہوتی ہیں کہ اس طرح نفع اسے ہو رہا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ اندھیرے میں بس کوئی چیز آرہی ہے اور پتہ ہی نہیں چل رہا اُس کا، اندھی دولت، کالا کاروبار ایسی چیزیں اس میں نہیں ہیں اسلام میں تو درمیانی طبقہ بہت زیادہ ہوتا ہے، محتاج بہت ہی کم ہوتے ہیں اور بہت مالدار وہ بہت کم ہوتے ہیں وہ تو پھر یہی کہنا پڑتا ہے کہ اس کی قسمت میں ہی خُدا نے لکھ دیا ہے کہ یہ مٹی کو بھی ہاتھ میں لیتا ہے تو وہ سونا بن جاتی ہے یہی کہا جائے گا اُس کو تو ایسی صورتیں ہوتی رہی ہیں اور وہ جائز تھیں اور وہ سب کے برابر کرتے رہے ہیں اس میں تو گویا شریعت نے منع نہیں کیا، مگر وہ نظر آتی ہیں کیونکہ وہ جائز طریقہ پر ہوں گی نا، وہ چھپ کر نہیں ہوں گی وہ سب کے سامنے کھلی ہوئی بات ہو گی ایک تو وہ ٹھیک ہے وہ نظر آئے گی تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ دعا دے دی اَکْثِرْ مَالَہٗ اس کا مال بڑھا دے، اس سے کہتے ہیں کہ مال کسی کا اگر بڑھ جائے زائد ہو جائے تو یہ حدِ جواز میں رہتا ہے شرعی ممنوعات میں نہیں آتا یہ، اور یہ خُدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ ایسی صورت جو ہوتی ہے اب کسی

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُالجَبَّارِ بْنُ الْعَلاَءِ الْعَطَّارُ نَاسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلِيْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اسْمُه اِسْمِيْ قَالَ عَاصِمٌ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلاَّ يَوْماً لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَلِيَ. اه

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ(۱)

وَقَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّةُ اَبُوالْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْقُشَيْرِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

(۳) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو نَا زَيْدُ بْنُ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ الْعَامِرِيِّ عَنْ يُوْسُفَ ابْنِ مَاهِكٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ(۲) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

---

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے اہلِ بیت سے ایک شخص خلیفہ ہوگا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسی دن کو دراز کر دیں گے یہاں تک کہ وہ شخص (یعنی مہدی) خلیفہ ہو جائے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۴۷)

ان دونوں حدیثِ پاک کا حاصل یہ ہے اس مرد اہلِ بیت کا قیامت کے آنے سے پہلے خلیفہ ہونا ضروری ہے۔ اس کی خلافت کے بعد ہی قیامت آئے گی۔

(۳) حضرت اُمّ المؤمنین (یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) روایت کرتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زمانہ قریب میں مکّہ معظّمہ کے اندر ایک قوم پناہ گزیں ہوگی جو شوکت وحشمت اور افرادی اور ہتھیاروں کی طاقت سے تہی دست ہوگی۔ اس سے جنگ کے لیے ایک لشکر (ملک شام سے) چلے گا۔ یہاں تک کہ یہ لشکر جب (مکہ و مدینہ کے درمیان) ایک چٹیل میدان میں پہنچے گا تو اُسی جگہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا

---

(۱) ايضا واخرجه الامام ابوداود فى سننه وسكت عنه والحافظ ابو بكر البيهقى فى باب ما جاء فى خروج المهدى وله مشاهد صحيح عن على. عند ابى داود وعن ابى سعيد الخدرى عند ابن ماجة والحاكم واحمد.

(۲) قال الدارقطنى هى عائشة (شرح صحيح مسلم للامام للنووى ج۲ ص۳۸۸).

وَسَلَّمَ قَالَ سَيَعُوْذُ بِهٰذَا الْبَيْتِ يَعْنِى الْكَعْبَةَ قَوْمٌ لَيْسَ لَهُمْ مَنَعَةٌ(١) وَلاَ عَدَدٌ وَلاَعِدَّةٌ يُبْعَثُ اِلَيْهِمْ جَيْشٌ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ(٢) مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ- قَالَ يُوْسُفُ وَاَهْلُ الشَّامِ يَوْمَئِذٍ يَسِيْرُوْنَ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ صَفْوَانَ اَمْ وَاللّٰهِ مَاهُوَ بِهٰذَا الْجَيْشِ وَ فِىْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى عِنْدَه عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ عَبِثَ .(٣) رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ مَنَامِه فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) صَنَعْتَ شَيْئاً فِىْ مَنَامِكَ لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُه فَقَالَ الْعَجَبُ اِنَّ نَاساً مِنْ اُمَّتِىْ يُؤُمُّوْنَ بِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ لَجَأَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری روایت میں یُوں مروی ہے کہ ایک مرتبہ نیند کی حالت میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جسمِ مُبارک میں (خلافِ معمول) حرکت ہوئی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج نیند میں آپؐ سے ایسا کام ہُوا جسے آپؐ نے (اس سے پہلے) کبھی نہیں کیا ؟ اس سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا عجیب بات ہے کہ کعبۃ اللہ میں پناہ گزیں ایک قریشی (یعنی مہدی) سے جنگ کے ارادے سے میری اُمّت کے کچھ لوگ آئیں گے اور جب مقامِ بیدا (یعنی مکّہ و مدینہ کے درمیان واقع چٹیل بیابان) میں پہنچیں گے تو زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول ان میں تو بہت سے راہ گیر بھی ہو سکتے ہیں (جو اتّفاقاً راستہ میں ان کے ساتھ ہو گئے ہوں گے تو اُنھیں کس جرم میں دھنسایا جائے گا) آپؐ نے فرمایا ہاں ان میں کچھ بارادۂ جنگ آنے والے ہوں گے، کچھ مجبور ہوں گے۔ (یعنی زبردستی اُنھیں ساتھ لے لیا جائے گا) اور کچھ راہ گیر ہوں گے۔ یہ سب کے سب اکٹھا دھنسا دیے جائیں گے۔ البتّہ قیامت میں ان کا حشر ان کی نیّتوں کے لحاظ سے ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ نزولِ عذاب کے وقت مجرمین کے ساتھ رہنے والے بھی عذاب سے محفوظ

---

(١) منعة بفتح النون وكسرها اى ليس لهم من يحميهم ويمنعهم.

(٢) البيداء كل أرض لمساء لا شئ بها.

(٣) عبث قيل معناه اضطرب بجسمه وقيل حرك لطرافه كمن ياخذ شيئا او يدفعه.

الطَّرِيْق قَدْ يَجْمَعُ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ فِيهِمُ الْمُسْتَبْصِرُ(۱) وَالْمَجْبُوْرُ وَابْنُ السَّبِيْلِ يَهْلِكُوْنَ مَهْلَكاً وَاحِداً وَ يَصْدُرُوْنَ مَصَادِرَ شَتّٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ . اه (۲)

(٤) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالاَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ يُوْشِكُ اَهْلُ الشَّامِ اَنْ لاَّ يُجْبىٰ اِلَيْهِمْ دِيْنَارٌ وَلاَ مُدىً(۳) . قُلْنَا مِنْ اَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِنْ قِبَلِ الرُّوْمِ ثُمَّ سَكَتَ هُنَيَّةً ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ اُمَّتِيْ خَلِيْفَةٌ يَحْثِيْ(۴) الْمَالَ حَثْياً وَلاَ يَعُدُّهُ عَدًّا قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ نَضْرَةَ وَاَبِي الْعَلاَءِ أَتَرَيَانِ اَنَّه عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ فَقَالاَ لاَ الخ (۵)

نہیں ہوں گے، بلکہ عذاب کی ہمہ گیری میں وہ بھی شامل ہوں گے، البتہ قیامت کے دن سب کے ساتھ معاملہ ان کی نیت و عمل کے مطابق ہوگا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۸)

(۴) ابو نضرہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ کی خدمت میں تھے کہ انھوں نے فرمایا قریب ہے وہ وقت جب اہلِ شام کے پاس نہ دینار لائے جاسکیں گے اور نہ ہی غلہ، ہم نے پوچھا یہ بندش کن لوگوں کی جانب سے ہوگی؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رومیوں کی طرف سے۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ میری آخری اُمّت میں ایک خلیفہ ہوگا (یعنی خلیفہ مہدی) جو مال لپ بھر بھر دے گا، اور اسے شمار نہیں کرے گا۔

اس حدیث کے راوی الجریری کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے شیخ) ابو نضرہ اور ابو العلاء سے دریافت کیا۔ کیا آپ حضرات کی رائے میں حدیثِ پاک میں مذکور خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں؟ تو اُن دونوں حضرات نے فرمایا نہیں یہ خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے علاوہ ہوں گے۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۹۵)

---

(۱) المستبصر فهو المستبين لذلك القاصد له عمداً.

(۲) صحيح مسلم ج ۲ ص ۳۸۸ وقد ذكر مسلم الحديث قبل هذه الرواية من رواية أم سلمة

(۳) مدى مكيال فى الشام ومصر يسع ۱۹ صاعا.

(۴) يحثى حثيا وحثوا هو الحفن باليدين.

(۵) صحيح مسلم ج ۲ ص ۳۹۵ وقال مسلم بعد هذه الرواية عن أبى سعيد الخدرى نحوه.

قُلْتُ وَلَا يُقْلِقُكَ اَنَّكَ لَا تَجِدُ فِى شَيْئٍ مِنْ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ ذِكْرَ الْمَهْدِىِّ اَنَّ الْاَحَادِيْثَ الصَّحِيْحَةَ الَّتِى سَيَاتِى ذِكْرُهَا تُصَرِّحُ اَنَّ ذَالِكَ الرَّجُلَ الْعَائِذَ بِالْبَيْتِ اِنَّمَا هُوَالْمَهْدِىُّ وَكَذٰلِكَ الْخَلِيْفَةُ الَّذِىْ يَحْثِى الْمَالَ حَثْياً هُوَالْمَهْدِىُّ وَاَنَّ الْاَحَادِيْثَ يُفَسِّرُ بَعْضُهَا بَعْضاً كَمَالَا يَخْفٰى عَلٰى مَنْ لَه نَوْعُ اِلْمَامٍ بِالْحَدِيْثِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

وَقَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّةُ اَبُوْدَاوُدَ سُلَيْمَانُ (۱) بْنُ الْاَشْعَثِ السَّجِسْتَانِىُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ سُنَنِه.

(۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ اَنَّ عُمَرَبْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُمْ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا اَبُوْبَكْرٍ يَعْنِى ابْنَ عَيَاشٍ ح وَثَنَا مُسَدَّدٌنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ ح وَثَنَا اَحْمَدُ بْنُ ابْرَاهِيْمَ قَالَ نَاعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى انَازَائِدَةُ ح ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ ابْرَاهِيْمَ ثَنِىْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ فِطْرٍ اَلْمَعْنٰى كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ قَالَ زَائِدَةُ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ رَجُلاً مِنِّى اَوْمِنْ اَهْلِ بَيْتِىْ يُوَاطِى اسْمُه اِسْمِىْ وَاسْمُ اَبِيْهِ بِاسْمِ اَبِىْ زَادَ فِىْ حَدِيْثِ فِطْرٍ

(تنبیہ) اوپر مذکوران احادیث میں اگرچہ صراحتاً خلیفۂ مہدی کا ذکر نہیں ہے لیکن دیگر صحیح حدیثوں میں صاف طور پر مذکور ہے کہ کعبۃ اللّٰہ میں پناہ لینے والے خلیفۂ مہدی ہی ہوں گے جن سے جنگ کے لیے سفیانی کا لشکر شام سے چلے گا اور جب مقامِ بیداء میں پہنچے گا تو دھنسا دیا جائیگا اسی طرح صحیح احادیث میں یہ تصریح موجود ہے کہ بغیر شمار کیے لپ بھر بھر مال عطا کرنے والے خلیفۂ مہدی ہی ہیں اس لیے بلا ریب ان مذکورہ حدیثوں میں خلیفۂ مہدی کی طرف واضح اشارہ ہے اور یہ حدیثیں انہی سے متعلق ہیں۔

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا کا

---

(۱) الحافظ الحجة سليمان بن الأشعث بن اسحاق بن بشير الازدى السجستانى ابوداؤد امام اهل الحديث فى زمانه أصله من سجستان رحل رحلة كبيرة وتوفى بالبصرة سنة ۲۷۵هـ، له السنن فى جزئين وهو احد الكتب الستة جمع فيه ۴۸۰۰ حديثا انتخبها من ۵۰۰۰۰۰ حديثا وله المراسيل الصغيرة فى الحديث وكتاب الزهد. مخطوطة فى خزانة القرويين بخط اندلسى والبعث والنشور مخطوطة رسالة وتسمية الاخوة مخطوطة رسالة: الاعلام ج ۳ ص ۱۲۲.

يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَجَوْرًا وَقَالَ فِيْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ لَاتَذْهَبُ اَوْلَا تَنْقَضِى الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِىْ يُوَاطِى اسْمُه اِسْمِىْ قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ لَفْظُ عَمْرٍو وَ اَبِىْ بَكْرٍ بِمَعْنىٰ سُفْيَانَ . (۱)

قُلْتُ مَدَارُ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ عَلىٰ عَاصِمٍ(۲) بْنِ بَهْدَلَةَ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ اَبِى النَّجُوْدِ اَحَدِالْقُرَّاءِ السَّبْعَةِ اَخْرَجَ لَهُ الْبُخَارِىُّ وَمُسْلِمٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تعالىٰ مَقْرُوْنًا وَالْاَرْبَعَةُ ، وَثَّقَه اَحْمَدُ وَالْعِجْلِىُّ وَ يَعْقُوْبُ بْنُ سُفْيَانَ وَاَبُوْزُرْعَةَ وَاَمَّازِرٌّ فَهُوَابْنُ حُبَيْشٍ الْاَسَدِىُّ الْكُوْفِىُّ اَخْرَجَ لَه السِّتَّةُ وَاَمَّا عَبْدُا للّٰه بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ الصَّحَابِىُّ الْفَقِيْهُ الْمَعْرُوْفُ فَعُلِمَ مِمَّا ذُكِرَ اَنَّ الْحَدِيْثَ صَحِيْحٌ عَلىٰ شَرْطِهِمَا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْحَاكِمُ فِىْ مُسْتَدْرَكِه مَانَصُّه وَالْحَدِيْثُ الْمُفَسَّرُ بِذٰلِكَ الطَّرِيْقِ وَطُرُقِ حَدِيْثِ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ كُلُّهَا صَحِيْحَةٌ اَىْ كُلُّ طُرُقِه صَحِيْحَةٌ عَلىٰ مَا اَصَّلْتُه فِىْ هٰذَالْكِتَابِ بِالْاِحْتِجَاجِ بِاَخْبَارِ عَاصِمِ ابْنِ اَبِى النَّجُوْدِ اِذْ هُوَ اِمَامٌ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ(۳)

(٦)　حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ اَبِىْ بَزَّةَ عَنْ اَبِى الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ اِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلاً مِّنْ اَهْلِ بَيْتِىْ يَمْلَأُ هَا عَدْلاً كَمَامُلِئَتْ

صرف ایک دن باقی بچے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز فرمادیں گے تاکہ میرے اہلِ بیت سے ایک شخص کو پیدا فرمائیں جس کا نام اور ولدیت میرے نام اور ولدیت کے مطابق ہوگی ۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا ۔ (یعنی پوری دنیا میں عدل و انصاف ہی کی حکمرانی ہوگی) جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم و زیادتی سے بھری ہوگی ۔　　(ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۸)

(۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر زمانہ سے ایک ہی

---

(۱) سنن ابی داؤد اول كتاب المهدى ج ۲ ص ۵۸۸.

(۲) عاصم بن بهدله راجع تهذيب التهذيب ج ۵ ص ۳۵ وخلاصه التذهيب ص ۱۸۱ وزر بن حبيش تهذيب التهذيب ج ۳ ص ۲۷۷.

(۳) المستدرك كتاب الفتن والملاحم ج۲ ص ۵۵۷ - وقال صاحب عون المعبود سكت عنه ابو داؤد والمنذرى وابن القيم وله مشاهد صحيح من حديث على عند ابى داؤد ورواه الترمذى كما مر وابن ماجة وأحمد من حديث ابى سعيد الخدرى نا الحديث صحيح بشواهده والله اعلم.

جوْرًا الخ(۱).

اَقُوْلُ اَمَّا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فَھُوَ عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ عُثْمَانَ الْعَبْسِیُّ اَبُوالْحَسَنِ الْکُوْفِیُّ الْحَافِظُ اَحَدُ الْاَعْلَامِ اَخْرَجَ لَه الشَّیْخَانِ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ ابْنُ مَعِیْنٍ ثِقَةٌ اَمِیْنٌ(۲) وَاَمَّا الْفَضْلُ بْنُ دُکَیْنٍ فَھُوَ عَمْرُو بْنُ حَمَّادِبْنِ الزُّھَیْرِ التَّیْمِیُّ مَوْلٰی اٰلِ طَلْحَةَ اَبُوْ نُعَیْمٍ الْکُوْفِیُّ الْعَلَائِیُّ الْاَحْوَلُ الْحَافِظُ الْعَالِمُ قَالَ اَحْمَدُ ثِقَةٌ یَقْظَانُ عَارِفٌ بِالْحَدِیْثِ وَقَالَ الْفَسْوِیُّ اَجْمَعَ اَصْحَابُنَا عَلٰی اَنَّ اَبَا نُعَیْمٍ کَانَ غَایَةً فِی الْاِتْقَانِ اَخْرَجَ لَه السِّتَّةُ، وَاَمَّا فِطْرٌ فَھُوَ ابْنُ خَلِیْفَةَ الْقُرَشِیُّ الْمَخْزُوْمِیُّ اَبُوْبَکْرٍ الْخَلَّاطُ الْکُوْفِیُّ اَخْرَجَ لَه الْبُخَارِیُّ وَالْاَرْبَعَةُ وَثَّقَه اَحْمَدُ وَ ابْنُ مَعِیْنٍ وَالْعِجْلِیُّ وَابْنُ سَعْدٍ. اَمَّا الْقَاسِمُ بْنُ اَبِیْ بَزَّةَ فَھُوَ اَبُوالطُّفَیْلِ(۳) فَھُوَ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ الْکِنَانِیُّ اللَّیْثِیُّ اَحَدُ الصَّحَابَةِ وَاٰخِرُھُمْ وَفَاتًا عَلَی الْاِطْلَاقِ وَ اَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْحَدِیْثَ صَحِیْحٌ(۴) عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیْ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی.

(۷) حَدَّثَنَا اَحْمَدُبْنُ اِبْرَاھِیْمَ ثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّیُّ ثَنَا اَبُوالْمَلِیْحِ الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ عَنْ زِیَادِ بْنِ بَیَانٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ نُفَیْلٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْمَهْدِیُّ مِنْ

دن باقی رہ جائے گا رجب بھی، اللہ تعالیٰ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے معمور کردے گا جس طرح وہ (اس سے قبل) ظلم سے بھری ہوگی۔ ایضاً

(۷) حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میری نسل اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی اولاد سے ہوگا۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۸)

---

(۱) سنن ابی داؤد ج۲ ص ۵۸۸.

(۲) عثمان بن ابی شیبة روی عنه الجماعة سوی الترمذی وسوی النسائی فروی فی الیوم واللیلة عن زکریا بن یحیی السجزی عنه ومسند علی عن ابی بکر المروزی عنه – تهذیب التهذیب ج ۷ ص ۱۳۵– الفضل بن دکین ولد سنة ۱۳۰ھ ومات سنة ۲۱۸ روی عنه البخاری فاکثر. راجع تهذیب التهذیب ج ۸ ص۲۷۳ وخلاصة تذهیب ص ۳۰۸ – فطر بن خلیفة القرشی المخزومی مولاهم ابو بکر الخیاط الکوفی قال العجلی کوفی ثقة حسن الحدیث وکان فیه تشیع قلیل وقال النسائی لا بأس به وقال فی موضع آخر ثقة، حافظ، کیس مات سنة ۱۵۳ھ روی له البخاری مقرونا وقال ابن سعد کان ثقة ان شاء الله ومن الناس من یستضعفه وکان لا یدع احدا یکتب عنه وکان احمد بن حنبل یقول هو خشبی مفرط (ای من الخشبیة فرقة من الجهمیة) قال الساجی وکان یقدم علیا علی عثمان وقال السعدی زائغ غیر ثقة وقال الدار قطنی فطر زائغ ولم یحتج به البخاری وقال عدی له احادیث صالحة عند الکوفیین وهو متماسك وارجو انه لا بأس به تهذیب التهذیب ج ۸ ص ۲۷۰ وخلاصة تذهیب ص ۳۱۱.

←

عِتْرَتِیْ(۱) . مِنْ وُّلْدِ فَاطِمَۃَ قَالَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ جَعْفَرٍ وَ سَمِعْتُ اَبَا الْمَلِیْحِ ثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ نُفَیْلٍ وَیُذْکَرُ مِنْہُ صَلَاحًا(۲)

اَقُوْلُ اَمَّا اَحْمَدُ بْنُ(۳) اِبْرَاھِیْم فَھُوَ اَبُوْ عَلِیٍّ اَحْمَدُبْنُ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ خَالِدِ الْمَوْصِلِیُّ نَزِیْلُ بَغْدَادَ کَتَبَ عَنْہُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَیَحْیٰی بْنُ مَعِیْنٍ وَقَالَ لَابَأْسَ بِہٖ وَقَالَ صَاحِبُ تَارِیْخِ الْمَوْصِلِ کَانَ ظَاھِرَالصَّلَاحِ وَالْفَضْلِ وَذَکَرَہُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ وَقَالَ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْجُنَیْدِ عَنِ ابْنِ مَعِیْنٍ ثِقَۃٌ صَدُوْقٌ اَخْرَجَ لَہٗ اَبُوْدَاوٗد وَابْنُ مَاجَۃَ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ وَاَمَّا عَبْدُ اللّٰہِ(۴) بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّیُّ فَھُوَ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ غَیْلَانَ الْاُمَوِیُّ وَثَّقَہٗ اَبُوْحَاتِمٍ اَخْرَجَ لَہُ السِّتَّۃُ۔ وَاَمَّا اَبُوالْمَلِیْحِ (۵) الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ فَھُوَابْنُ یَحْیٰی الْفَزَارِیُّ اَبُوالْمَلِیْحِ الرَّقِّیُّ قَالَ اَحْمَدُ ثِقَۃٌ ضَابِطُ الْحَدِیْثِ صَدُوْقٌ اَخْرَجَ لَہُ الْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا وَاَبُوْدَاوٗد وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ قَالَ اَبُوْزُرْعَۃَ ثِقَۃٌ وَقَالَ اَبُوْحَاتِمٍ یُکْتَبُ حَدِیْثُہٗ وَذَکَرَہُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ وَقَالَ الدَّارَ قُطْنِیُّ ثِقَۃٌ وَقَالَ عُثْمَانُ الدَّارِمِیُّ عَنِ ابْنِ مَعِیْنٍ ثِقَۃٌ وَاَمَّازِیَادُ بْنُ(۶) بَیَانٍ فَھُوَالرَّقِّیُّ

---

(۳) القاسم بن ابی بزۃ (بزۃ بفتح الموحدۃ وتشدید الزای) المخزومی مولاھم وجدہ من فارس اسلم علی ید السائب بن صیفی وکان ثقۃ قلیل الحدیث وقال ابن حبان لم یسمع التفسیر من مجاھد احد غیر القاسم وکل من یروی عن مجاھد التفسیر فانما اخذہ من کتاب القاسم وذکر البخاری فی الاوسط بسندہ مات سنۃ ۱۱۵ھ تہذیب التہذیب ج۸ ص۲۷۸ وخلاصۃ تذھیب ص۳۱۱.

(۴) وفی مشکوۃ المصابیح ج۳ ص ۴۷۰ من عترتی من اولاد فاطمۃ.

(۱) عترتی قال الخطابی العترۃ ولد الرجل من صلبہ وقد تکون العترۃ الاقرباء وبنی العمومۃ.

(۲) سنن ابی داؤد اول کتاب المھدی ج ۲ ص ۵۸۸.

(۳) أحمد بن ابراھیم بن خالد الموصلی تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۸.

(۴) عبد اللہ بن جعفر بن غیلان ابو عبد الرحمن القرشی مولاھم قال ابن ابی خیثمۃ عن ابن معین ثقۃ وقال النسائی لیس بہ بأس قبل أن یتغیر وقال ھلال بن العلاء ذھب بصرہ سنۃ (۱۶) وتغیر سنۃ (۱۸)ھ ومات سنۃ ۲۲۰ھ وقال ابن حبان فی الثقات لم یکن اختلاطہ فاحشا ربما خالف ووثقہ العجلی تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۵۱.

(۵) ابو الملیح الحسن بن عمر الفزاری مولاھم اخرج لہ النسائی فی الیوم واللیلۃ۔ تہذیب التہذیب ج۲ ص۲۶۷ وخلاصۃ التذھیب ص۸۰.

(۶) زیاد بن بیان الرقی صدوق عابد من السادسۃ من رواۃ ابی داؤد وابن ماجۃ تقریب التہذیب ص ۸۳ وخلاصۃ التذھیب ص۱۲۷ وقال البخاری فی اسنادہ (ای زیادبن بیان) نظر وقال ابن عدی والبخاری انما أنکر من حدیث زیاد بن بیان ھذا الحدیث وھو معروف بہ والظاھر ان زیاد بن بیان وھم فی رفعہ - لکن ھذا الحدیث اسنادہ جید لان زیادبن بیان صدوق عابد وعلی بن نفیل لا بأس بہ فلیس للوھم وجود علما بان ھناک أحادیث اخری تشھد لہ.

الْعَابِدُ قَالَ الْبُخَارِیُّ قَالَ عَبْدُالْغَفَّار ثَنَا اَبُوالْمَلِیْحِ اَنَّه سَمِعَ زِیَادَ بْنَ بَیَانٍ وَذَکَرَ فَضْلَه وَقَالَ النَّسَائِیُّ لَیْسَ بِه بَأْسٌ وَذَکَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ وَقَالَ کَانَ شَیْخًا صَالِحًا۔ وَاَمَّا عَلِیُّ(۱) بْنُ نُفَیْلٍ فَهُوَابْنُ نُفَیْلِ بْنِ زِرَاعِ النَّهْدِیُّ اَبُوْ مُحَمَّدِ الْجَزَرِیُّ الْحَرَّانِیُّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ الرَّقِّیُّ سَمِعْتُ اَبَاالْمَلِیْحِ الرَّقِّیَّ ثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ نُفَیْلٍ وَیَذْکُرُمِنْه صَلَاحًا وَقَالَ اَبُوْحَاتِمٍ لَابَأْسَ بِه وَذَکَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ وَذَکَرَهُ الْعُقَیْلِیُّ فِیْ کِتَابِه وَقَالَ لَایُتَابَعُ عَلٰی حَدِیْثِه فِی الْمَهْدِیِّ وَ لَا یُعْرَفُ اِلَّا بِه وَ فِی الْمَهْدِیِّ حَدِیْثٌ جِیَادٌ مِنْ غَیْرِ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَمَّا سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ فَهُوَ اِمَامٌ مَشْهُوْرٌ۔ فَالْحَدِیْثُ صَحِیْحٌ لَاضُعْفَ فِیْهِ وَاَمَّا قَوْلُ الْعُقَیْلِیِّ اَنَّه لَایُتَابَعُ عَلٰی حَدِیْثِه فِی الْمَهْدِیِّ فَلَا یَضُرُّ فِیْ صِحَّةِ الْحَدِیْثِ اِذْلَا یُشْتَرَطُ فِیْ صِحَّتِه وُجُوْدُ الْمُتَابِعِ ۔ وَتَبَیَّنَ مِنْ قَوْلِ الْعُقَیْلِیِّ اَنَّ الْاَحَادِیْثَ الصَّحِیْحَةَ مَوْجُوْدَةٌ فِی الْمَهْدِیِّ ۔

الحدیث(۸) حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ تَمَّامِ بْنِ بَزِیْعٍ نَاعِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَهْدِیُّ مِنِّیْ اَجْلَی(۲) الْجَبْهَةِ اَقْنَی(۳) الْاَنْفِ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطاً وَّ عَدْلاً کَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَجَوْراً وَیَمْلِكُ سَبْعَ سِنِیْنَ الخ(۴)۔

اَقُوْلُ اَمَّا سَهْلُ(۵) بْنُ تَمَّامِ بْنِ بَزِیْعٍ فَهُوَالطُّفَاوِیُّ السَّعْدِیُّ اَبُوْ عَمْرٍو النَّصْرِیُّ قَالَ اَبُوْزُرْعَةَ لَمْ یَکُنْ بِکَذَّابٍ رُبَمَا وَهِمَ فِی الشَّیْئِ وَقَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ شَیْخٌ وَذَکَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ وَقَالَ

---

(۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مہدی مجھ سے ہوگا (یعنی میری نسل سے ہوگا) اس کا چہرہ خوب نورانی، چمک دار اور ناک ستواں بلند ہوگی۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، جس طرح پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ (مطلب یہ ہے کہ مہدی کی خلافت سے پہلے دُنیا میں ظلم و زیادتی کی حکم رانی ہوگی اور عدل و انصاف کا نام و نشان تک نہ ہوگا۔) ایضاً

---

(۱) علی بن نفیل - خلاصة التذهیب ص ۲۷۸ وتهذیب التهذیب ج ۷ ص ۳۴۲ والتقریب ص ۱۸۶.

(۲) اجلی الجبهة: الذی انحسر الشعر عن جبته.

(۳) اقنی الأنف: الذی طول فی أنفه ورقة فی أرنبه مع حدب فی وسطه.

(۴) سنن أبی داؤد أول کتاب المهدی ج۲ ص ۵۸۸ واخرجه الحافظ ابوبکر البیهقی فی البعث والنشور.

(۵) سهل بن تمام بن بزیع الطفاوی: تهذیب التهذیب ج ٤ ص۲۱۷.

يُخطئى اَخرَجَ له اَبُوْدَاود وَاَمَّا عمرانُ(۱) اَلْقَطَّانُ فَهو عمرانُ بْنُ داود الْعَمىُّ اَبُوالْعَوَّام اَلْبَصرىُّ اَحَدُ الْعُلَمَاءِ وَاَثْنى عَلَيْه يَحىَ بْنُ سَعيْدِ الْقَطّانُ وَوثَّقه عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ وَقَالَ اَحْمَدُ اَرجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ صَالحَ الحَديْثِ قَالَ فِى التَّقريْبِ صَدُوْقٌ يَهِمُ وَرُمِىَ بِرَاْىِ الْخَوَارِجِ وَ فِىْ تَهْذِيْبِ التَّهْذِيْب قَالَ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ كَانَ ابْنُ مَهْدِىٍّ يُحَدِّثُ عَنْهُ وَكَانَ يَحىَ لَايُحَدِّثُ عَنْهُ وَقَدْ ذَكَره يَحْيىٰ يَوماً فَاَحْسَنَ الثَّنَاءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْاٰجُرىُّ عَنْ اَبِىْ دَاود هُوَمِنْ اَصْحَابِ الْحَسَنِ وَمَا سَمِعْتُ اِلَّا خَيْرًا وَقَالَ ابْنُ عَدِىٍّ هُوَمِمَّنْ يُكْتَبُ حَدِيْثُه وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِى الثِّقَاتِ وَقَالَ الصَّاحِبِىْ صَدُوْقٌ وَثَّقه عَفَّانُ وَقَالَ الْعُقَيْلِىُّ مِنْ طَرِيْقِ ابْنِ مَعِيْنٍ كَانَ يَرىٰ رَأْىَ الْخَوارِجِ وَلَمْ يَكُنْ دَاعِيَةً وَقَالَ التِّرْمِذِىُّ قَالَ الْبُخَارِىُّ صَدُوْقٌ يَهِمُ وَقَالَ ابْنُ شَاهِيْن فِى الثِّقَاتِ كَانَ مِنْ اَخَصِّ النَّاسِ بِقَتَادَةَ وَقَالَ الْعِجْلِىُّ بَصْرِىٌّ ثِقَةٌ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَدُوْقٌ الخ ۔

فَهٰذه اَقْوَالُ الْاَئِمَّةِ فِىْ تَعْدِيْلِه وَقَدْ جَرَحَه قَوْمٌ بِجَرْحٍ مُبْهَمٍ فَقَالَ الدُّوْرِىُّ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ لَيْسَ بِالْقَوِىِّ وَقَالَ مَرَّةً لَيْسَ بِشَىْءٍ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ يَحيىَ بْنُ سَعِيْدٍ وَهٰذَا الْقَوْلُ مِنَ ابْنِ مَعِيْنٍ لَايَضُرُّه فَاِنَّ الْجَرْحَ الْمُبْهَمَ لَايَتَرَجَّحُ عَلَى التَّعْدِيْلِ ، وَعَدَمُ رِوَايَةِ يَحْيىَ بْنِ سَعِيْدٍ لَايَدُلُّ عَلىٰ مَجْرُوْحِيَّتِه وَقَدْنُقِلَ عَنْهُ حُسْنُ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ كَمَا تَقَدَّمَ وَقَالَ اَبُوْدَاوُد مَرَّةً ضَعِيْفٌ اَفْتىٰ فِىْ اَيَّامِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَسَنٍ بِفَتْوىٰ شَدِيْدَةٍ فِيْهَاسَفْكُ الدِّمَاءِ قَالَ وَقَدَّمَ اَبُوْدَاودَ اَبَاهِلَالٍ الرَّاسِىَ عَلَيْهِ تَقْدِيْماً شَدِيْدًا وَقَالَ النَّسَائِىُّ ضَعِيْفٌ الخ وَهٰذَا اَيْضاً جَرْحاً مُبْهَماً لَايُتَقَدَّمُ عَلىٰ تَعْدِيْلِه وَقَدْ نَقَلْنَا عَنْ اَبِىْ دَاود اَنَّه قَالَ مَاسَمِعْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا وَاَمَّا مَاقَالَه اَبُو الْمِنْهَالِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ كَانَ حَرُوْرِيًّا كَانَ يَرىَ السَّيْفَ عَلىٰ اَهْلِ الْقِبْلَةِ فَقَدِانْتَقَدَهُ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِىُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ حَيْثُ قَالَ قُلْتُ فِىْ قَوْلِه حَرُوْرِيًّا نَظَرٌ وَلَعَلَّه شِبْهُه يَهِمُ قَدْ ذَكَرَ اَبُوْ يَعْلىٰ فِىْ مُسْنَدِه اَلْقِصَّةَ عَنْ اَبِى الْمِنْهَالِ فِىْ تَرْجُمَةِ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَفْظُه قَالَ يَزِيْدُ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِى ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَسَنٍ لَمَّا خَرَجَ يَطْلُبُ الْخِلَافَةَ اِسْتَفْتَاءً عَنْ شَىْءٍ فَاَفْتَاهُ بِفُتْيَا قُتِلَ بِهَارِجَالٌ مَعَ اِبْرَاهِيْمَ الخ وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ وَمُحَمَّدٌ خَرَجَا عَلَى الْمَنْصُوْرِ فِىْ طَلَبِ الْخِلَافَةِ لِاَنَّ الْمَنْصُوْرَ كَانَ فِىْ زَمَنِ اُمَيَّةَ بَايَعَ مُحمدًا بِالْخِلَافَةِ فَلَمَّازَالَتْ دَوْلَةُ بَنِىْ اُمَيَّةَ وَوُلِّىَ الْمَنْصُوْرُالْخِلَافَةَ يَطْلُبُ مُحمدًا فَفَرَّفَاَلَحَّ فِىْ طَلَبِه فَظَهَرَ بِالْمَدِيْنَةِ وَبَايَعَهُ قَوْمٌ وَاَرْسَلَ اَخَاهُ اِبْرَاهِيْمَ اِلَى الْبَصْرَةِ فَمَلَكَهَا وَبَايَعَه قَوْمٌ فَقَدَرَ اَنَّهُمَا قُتِلَا وَقُتِلَ مَعَهُمَا جَمَاعَةٌ كَثِيْرَةٌ وَلَيْسَ هٰؤلَاءِ مِنَ الْحَرُوْرِيَّةِ فِىْ شَىْءٍ الخ كَلَامِ الْحَافِظِ رحمه الله تعالىٰ ۔

---

(۱) عمران القطان بن داؤد العمى البصرى ابو العوام تهذيب التهذيب ج ۸ ص ۱۱۵و۱۱۶و۱۱۷ وتقريب التهذيب ص ۱۹۷ وخلاصة التذهيب ص ۲۹۵.

وَخُلَاصَةُ الْكَلَامِ اَنَّ الْمُعَدِّلِيْنَ فِىْ شَانِ عِمْرَانَ اَكْثَرُ، ثَنَاءُهُمْ اَقْوىٰ وَاَمَّا الْجَارِحُوْنَ فَاَقَلُّ وَجَرْحُهُمْ غَيْرُ مُعْتَدٍّبِه وَ مِنْ هٰهُنَا نَرَى الْحَافِظَ ابْنَ حَجَرٍ رَحِمَهُ اللّٰه تَعَالىٰ فِىْ تَقْرِيْبِه لَمْ يَذْهَبْ اِلىٰ جَرْحِه بَلِ اخْتَارَ تَعْدِيْلَه وَتَوْثِيْقَه حَيْثُ قَالَ صَدُوْقٌ يَهِمُ وَقَدْ صَحَّحَ الْحَاكِمُ رِوَايَاتِه وَاِنَّمَا اَطْنَبْنَا الْكَلَامَ فِيْهِ لِاَنَّ الذَّهَبِىَّ رَحِمَهُ اللّٰه تعالىٰ لَمْ يُسَلِّمْ تَصْحِيْحَ الْحَاكِمِ لِرِوَايَاتٍ وَقَعَ فِيْهَا ذِكْرُ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ وَاسْتَنَدَ بِجَرْحِ بَعْضِ الْاَئِمَّة فِيْهِ حَيْثُ قَالَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ جَرَحَ عَلَيْهِ غَيْرُوَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ مَعَ اَنَّه، لَمْ يُوَازِنْ بَيْنَ جَرْحِه وَ تَعْدِيْلِه حَتّٰى يُسْبَرَ الرَّاجِحُ حَسْبَ الْقَوَاعِدِ الْاُصُوْلِيَّةِ وَقَدْ اَخْرَجَ لَهُ الْبُخَارِىُّ تَعْلِيْقاً وَالْاَرْبَعَةُ وَاللّٰهُ تَعَالىٰ اَعْلَمْ -

وَاَمَّا قَتَادَةُ(۱) فَهُوَا ابْنُ دِعَامَةَ السَّدُوْسِىُّ اَحَدُ الْاَئِمَّةِ الْمَعْرُوْفِيْنَ اَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ-

وَاَمَّا اَبُوْنَضْرَةَ(۲) فَهُوَالْمُنْذِرُ بْنُ قِطْعَةَ الْعَبْدِىُّ الْعُوْقِىُّ اَخْرَجَ لَهُ الْبُخَارِىُّ تَعْلِيْقاً وَ مُسْلِمٌ وَالْاَرْبَعَةُ وَثَّقَهُ ابْنُ مَعِيْنٍ وَّالنَّسَائِىُّ وَاَبُوْزُرْعَةَ وَابْنُ سَعْدٍ وَ حَاصِلُ الْكَلَامِ اَنَّ الحديثَ صَحِيْحٌ لَا غُبَارَ عَلَيْهِ -

---

(۱) قتادة بن دعامة: تهذيب التهذيب ج ۸ ص ۳۱۵ وتقريب التهذيب ص ۲۰۸ وفى خلاصة التذهيب ص ۳۱۵ أحد الأئمة الاعلام حافظ مدلس وقد احتج به أرباب الصحاح.

(۲) ابو نضرة المنذر بن مالك بن قطعة بضم قاف وفتح المهملة العبدى العوقى بفتح المهملة والواو ثم قاف البصرى ثقة من الثالثة مات سنة ثمان أو تسع مأة - تقريب التهذيب ص ۲۵٤ وفى تهذيب الكمال العوقة بطن من عبد القيس حاشية تهذيب التهذيب ج۱ ص ۲٦۸- وفى خلاصة التذهيب ص ۳۸۷ قطعه بكسر القاف وسكون المهملة - قال ابن ابى حاتم سئل ابى عن ابى نضرة وعطية فقال ابو نضرة احب الى وقال ابن سعد ثقة كثير الحديث وليس كل احد يحتج به ولورده العقيلى فى الضعفاء ولم يذكر فيه قدحا لأحد - تهذيب التهذيب ج۱۰ ص۲٦۸و ۲٦۹،

قنوتِ نازلہ

(دُعاءِ مُصیبت)

حوادث ومصائب اور خاص جنگوں کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ صبح کی آخری رکعت میں قنوت پڑھی اور صحابہ کرامؓ نے بھی خاص خاص حالات میں قنوتِ نازلہ پڑھی ہے وطنِ عزیز کو اس وقت جو مشکلات درپیش ہیں۔ ان کے پیشِ نظر ہمیں چاہیے کہ پابندی سے جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں اور صبح کے فرضوں کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ کر اس دُعاء کو امام آواز سے پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے رہیں۔ دُعاء کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلے جائیں۔ اس دُعاء کے الفاظ موجودہ حالات میں جو مناسب ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ ان میں اگر کسی کلمہ کی تکرار کرنی چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ یا بغرض اختصار ان کلمات میں اگر کوئی کمی کرنا چاہیں تو کمی بھی کی جا سکتی ہے۔ اگر خدانخواستہ زیادہ شدید حالات ہوں تو قنوت سب جہری نمازوں میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ (حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں غفرلہٗ رحمۃ اللہ تعالیٰ)

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَا اَعْطَيْتَ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَاِنَّكَ تَقْضِىْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ وَلَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاَنْجِزْ وَعْدَكَ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالظّٰلِمِيْنَ الْمُفْسِدِيْنَ الَّذِيْنَ يَمْنَعُوْنَ مَسَاجِدَكَ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُكَ وَيَسْعَوْنَ فِىْ خَرَابِهَا وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَاءَكَ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ، اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ، اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَفَرِّقْ جَمْعَهُمْ وَشَتِّتْ شَمْلَهُمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاهْزِمْ جُنْدَهُمْ وَاَلْقِ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَالْفَشَلَ، اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَشِدَّآئِهِمْ وَخُذْهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ، اَللّٰهُمَّ انْصُرْ عَسَاكِرَ الْمُسْلِمِيْنَ فِىْ فَلَسْطِيْنَ، وَكَشْمِيْرَ وَسَائِرِ بَاكِسْتَانَ وَفِىْ جَمِيْعِ الْعَالَمِ سِوٰى فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مَنْ قَاتَلَهُمْ مِنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالظّٰلِمِيْنَ الْمُفْسِدِيْنَ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَاْسَكَ الَّذِىْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا تُعَامِلْنَا بِمَا نَحْنُ اَهْلُهٗ، وَعَامِلْنَا بِمَا اَنْتَ اَهْلُهٗ اَنْتَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ وَالْمَنِّ وَالْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ، وَصَلِّ عَلٰى اَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ وَاَكْرَمِهِمْ لَدَيْكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى۔

دشمن کی نظر سے اوجھل اور اس کے شر سے حفاظت کی نیت سے ہر شخص یہ آیاتِ مبارکہ صبح شام اور باہر آتے جاتے پڑھے اور ہاتھوں پر دم کر کے جسم پر پھیرے۔

۱۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

(پارہ ۱۱، رکوع ۵)

۲۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ۔ (پارہ ۱۴ رکوع ۲۰)

۳۔ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِىْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا (پارہ ۱۵ رکوع ۱۷)

۴۔ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ (پارہ ۲۵ رکوع ۱۹)

۵۔ يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِىَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ (پارہ ۲۲ رکوع ۱۸)

۶۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (پارہ ۲۴ رکوع ۵)

۷۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِىْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ (پارہ ۲۴ رکوع ۱۰)

طالبِ دعاء محمود میاں غفرلہٗ

سلام بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ نور محمد انور صاحب

سلام اے صاحبِ لولاک اے محبوبِ یزدانی
سلام اے رہبرِ بیباک اے مطلوبِ رحمانی

تیرا آنا تھا وجہ خیر و برکت دونوں عالم میں
میسّر آ گئی کونین کو تنویرِ سبحانی

تری تشریف فرمائی سے دُنیا کا چلن بدلا
تری تکمیل سے کامل ہوا ہے دینِ ربانی

بلند اسلام کا پرچم کیا تُو نے زمانے میں
جہاں میں گونج اُٹھی چارسُو آوازِ حقانی

گرا جو تیرے قدموں پر ہُوا رتبہ بلند اسکا
رہا دُشمن کا ڈر اس کو نہ کوئی خوفِ سلطانی

تو ہے ختم الرسل، نورِ سبل، مولائے کل مولا
شہادت دے رہی ہیں پے بہ پے آیاتِ قرآنی

تری ذاتِ مقدس پر مصائب کسقدر ٹوٹے
مگر ٹوٹا نہ پھر بھی تیرا صبر و ضبطِ لاثانی

جہاں میں تیری آمد سے چراغِ حق ہُوا روشن
مٹی تاریکیٔ باطل پھر آیا عہدِ نُورانی

فدا ہوں جان و دل سے اے رسولِ ہاشمی تجھ پر
یہ حسرت ہے کہ مل جائے ترے روضے کی دربانی

کرو شام و سحر انورؔ ثنائے سرورِ عالم
اندھیری قبر میں مطلوب ہے گر نورِ ایمانی

حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری

(قسط:۱۴)

حیلے اور بہانے

جن علاقوں پر مصیبت آئے اُن کا غلط حیلہ

(۵۳) دُنیا میں مختلف علاقوں میں مختلف اوقات میں طرح طرح کی مصیبتیں اور پریشانیاں آتی رہتی ہیں، فسادات، بلوے، قتل و غارت، قحط سالی اور دوسری آفات کا ظہور ہوتا رہتا ہے اور ان کا سبب یہ ہوتا ہے کہ لوگوں میں فسق و فجور، گنہ گاری و سرکشی بڑھ جاتی ہے، ان کو متنبہ کرنے اور طاعت و عبادت کی طرف رُخ موڑنے کے لیے اللہ جل شانہٗ طرح طرح کی آفات و مشکلات بھیجتے رہتے ہیں اور عام طور سے مسلمان اس بات کو جانتے اور مانتے ہیں، لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ سب تسلیم کرنے کے باوجود گناہ چھوڑنے اور طاعات میں لگنے پر آمادہ نہیں ہوتے، تاہم وہ لوگ غنیمت ہیں جو اپنے کو گنہگار مانتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مصیبتیں گناہوں کی وجہ سے آئی ہیں، لیکن بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ مصیبتیں گناہوں کی وجہ سے ہیں تو اپنے کو گنہگار اور خطار کار سمجھنے اور توبہ و استغفار کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے خدائے پاک پر اعتراض کر بیٹھتے ہیں اور اس اعتراض کو اپنی گنہگاری اور سرکشی کے جواز کا حیلہ بنا لیتے ہیں، ان کا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ کیا کہ ہمارا ہی علاقہ گنہگار ہے جو ہم پر مصیبت آئی؟ فلاں علاقہ اور فلاں ملک میں تو لوگ آرام و چین سے ہیں، کیا وہ سب متقی و پرہیز گار ہیں؟ کیا مصیبت بھیجنے کے لیے ہم ہی رہ گئے تھے؟ یہ لوگ خدائے تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہیں۔ جو کفر کی بات ہے، اللہ جل شانہٗ بیک وقت سارے عالم کے انسانوں پر آفت و مصیبت نہیں بھیجتے، اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت کے مطابق ہوتا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ سارے انسانوں پر بیک وقت مصیبت بھیج کر متنبہ کیا جائے یا سب پر ایک

ہی قسم کے مصائب و مشکلات بھیجی جائیں۔ آگے پیچھے تنبیہ سب کو کی جاتی ہے اور طریقے مختلف ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنے کے بجائے اپنے اعمال کو درست کرنا لازم ہے، جو شخص تنبیہ کے باوجود نہ سمجھے اس سے بڑھ کر احمق نہیں، لوگوں کا یہ مزاج بن گیا کہ بدعملی نہیں چھوڑتے، اور مصیبتیں آتی ہیں تو یہ نہیں مانتے کہ یہ ہمارے گناہوں کا سبب ہے۔ لہٰذا طاعات کی طرف نہیں پلٹتے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَھْلَھَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ہ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَکَانَ السَّیِّئَۃِ الْحَسَنَۃَ حَتّٰی عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَ نَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰھُمْ بَغْتَۃً وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ہ

ترجمہ: اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا کہ وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے ——— محتاجی اور بیماری میں نہ پکڑا ہو، تاکہ وہ گڑگڑائیں۔ پھر ہم نے اس بدحالی کی جگہ خوشحالی بدل دی یہاں تک کہ ان کو خوب ترقی ہوئی اور کہنے لگے کہ ہمارے آباؤ اجداد کو بھی تنگی و راحت پیش آئی تھی تو ہم نے ان کو دفعۃً پکڑ اور ان کو خبر بھی نہ تھی۔

یہ انسانوں کا مزاج بن گیا ہے کہ نہ دُکھ تکلیف سے متأثر ہوکر خدائے پاک کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور نہ نعمتوں سے مالامال ہوکر اپنے رب کا شکرگزار ہوتا ہے۔ جب توجہ دلائی جائے کہ دیکھو گناہوں کی وجہ سے یہ ادبار آیا تو کہتے ہیں کہ اجی! یہ تو سب انقلابات ہیں اور زمانہ کے اتفاقات ہیں۔ ہمارے باپ دادوں کو بھی اسی طرح پیش آتے رہے ہیں، نرمی، گرمی تو دُنیا میں چلتی ہی ہے۔ ان مصیبتوں کا گناہوں سے کیا تعلق؟ جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ان کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ پھر گنہ گار ہی مرتے ہیں۔ دُنیا میں بھی تکلیفیں اُٹھائیں اور آخرت کا عذاب بھگتنے کے لیے تیار ہوئے یہ ہے۔ خسر الدنیا والآخرۃ۔ اللہ محفوظ رکھے۔

اولاد کو اسلام سے جاہل رکھ کر کہنا کہ یہ تبلیغ اسلام کریں گے

(۵۴) انگریزی اور ہندی وغیرہ پڑھنے کا عام رواج ہوگیا۔ یہ زبانیں عموماً اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں اسکولوں کا مزاج دینی اور اسلامی نہیں ہوتا۔ خاص کر ہندوستان میں تو ہندوانہ باتیں سکھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور مشن اسکولوں میں خواہ ایشیا میں ہوں اور یورپ وغیرہ میں نصاریٰ کا

مذہب ذہنوں میں بٹھانے کی تدبیریں کی جاتی ہیں، پاکستان اور بعض دیگر ممالک جہاں اہلِ علم اسلامی احکام اور اسلامی تقاضوں سے عوام کو وابستہ رکھنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں، وہاں اسکولوں اور کالجوں میں کھل کر تو کسی دوسرے دین کی تبلیغ نہیں کی جاتی، لیکن چونکہ طرزِ تعلیم یہاں بھی یورپ ہی کے طریقہ پر ہے اس لیے اسکول و کالج کے ماحول میں انسان کے دیندار بننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اسکولوں اور کالجوں کے ماحول میں بہت سے لوگ بددین اور ملحد ہو جاتے ہیں اور فاسق تو عموماً سبھی ہوتے ہیں۔ علوم عصریہ پر توجہ دی جاتی ہے۔ دینی تعلیم نام کو ذرا بہت نصاب میں رکھ دی جاتی ہے۔ پھر دینی عملی زندگی کا ماحول نہیں ہوتا اور دینی تعلیم دینے والے اساتذہ خود دیندار نہیں ہوتے اس لیے طلبہ اور طالبات پر بے دینی یا کم از کم بے عملی ہی کے اثرات مرتّب ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ آپ اپنی اولاد کو اور خاص کر لڑکیوں کو ہندی، انگریزی کیوں پڑھاتے ہیں؟ تو کہہ دیتے ہیں کہ جب کوئی زبان نہ پڑھیں گے تو اس زبان میں اسلام کی تبلیغ کیسے کریں گے؟ بظاہر بات تو معقول ہے، لیکن اپنا محاسبہ کریں کہ کیا واقعی اسلام کی تبلیغ کرنے کے لیے ہندی و انگریزی پڑھاتے ہیں، یا یُوں ہی دوسرے کا منہ بند کرنے کے لیے بطور بہانہ تبلیغ کا نام لے لیتے ہیں۔ اگر ہندی یا انگریزی یا فرانسیسی یا کسی بھی زبان میں دینِ اسلام کی تبلیغ کرانا چاہیں تو پہلے اسلام تو سکھاؤ، یہ جو چند آیات اور چند احادیث کا ترجمہ میٹرک تک پہنچنے تک یاد کرا دیا جاتا ہے، یا بی اے، ایم اے بلکہ پی ایچ۔ ڈی میں تھوڑا بہت اسلامی چیزوں کا نام لے لیا جاتا ہے کیا یہ اسلام کو پُورے احکام و تقاضوں کے ساتھ جاننے اور تبلیغ کرنے کے لیے کافی ہے؟ ——— اسلام کی تبلیغ کرنا ہے تو پہلے اسلام سکھاؤ۔ قرآن و حدیث کا ماہر بناؤ، پھر کوئی دوسری زبان بھی سکھا دو۔ اسلام سیکھے بغیر اسلام کی تبلیغ کیسے ہوگی؟ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ اسکول و کالج اور یونیورسٹیوں سے نکلنے والے بے عمل فاسق تو ہوتے ہی ہیں، ان میں بہت سے ملحد ہوتے ہیں۔ اسلام کی حقانیت ہی میں ان کو شک ہوتا ہے۔ چونکہ ماہر علماءِ اسلام سے علم حاصل نہیں کرتے، اس لیے یہود و نصارٰی کی تحریرات دیکھ کر الٹے اسلام ہی پر اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ اسلام کو جانتے نہیں اس لیے دفاع نہیں کر سکتے اور شک و شبہہ کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔

کافروں سے اسلامیات کی ڈگری لینا دین کا مذاق ہے۔

جیسے کافروں نے اسلامیات کی ڈگری دی ہو۔ (جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے) وہ صحیح اپنا اسلام تو

باقی رکھ لے یہی غنیمت ہے، دوسروں کو اسلام کی کیا تبلیغ کرے گا؟ اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ لڑکے لڑکیاں سب اکٹھے بیٹھ کر بے پردگی کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ عین اسلامیات کے گھنٹہ میں اسلام کی خلاف ورزی کرتے ہیں جس پہ طرّہ یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ کریں گے، اپنے علم و عمل کی فکر کرو۔ گناہ سے بچو، تبلیغ کرنی ہے تو قرآن و حدیث کے ماہر بنو۔

داعی و مبلّغِ اسلام سے اُلجھنا کہ تم حکمتِ عملی نہیں جانتے

(۵۵) فرائض و واجبات اور تمام نیک کاموں کا حکم کرنا اور بُرائیوں سے روکنا، ہر مسلمان کی ایک اہم ذمّہ داری ہے جس کو شریعت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ فرائض و واجبات چھوڑے ہوئے ہوتے ہیں اور گناہوں میں مُبتلا ہوتے ہیں۔ جب کوئی عالم اور مبلّغ و داعی ان سے کہتا ہے کہ اس فریضہ کو انجام دو، اور اس گناہ کو چھوڑ دو تو اس عالم اور مبلّغ ہی سے اُلجھ پڑتے ہیں، بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ مولوی صاحب کو تبلیغ کرنا بھی نہیں آتا۔ سارا حرام و حلال ایک ہی دفعہ بیان کر دیا۔ داعی کا کام یہ ہے کہ ترتیب سے لے کر چلے، اور دھیرے دھیرے راستہ پر لگائے اور یہ کہنے کے بعد اپنے کو عمل سے فارغ سمجھ لیتے ہیں اور بدستور ترکِ فرائض و واجبات اور ارتکاب محرمات میں مشغول رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مبلّغ نے اپنا کام کر دیا اور ہم نے اپنا کام کر دیا۔ یعنی مبلّغ کی غلطی پکڑ دی کہ تو آہستہ آہستہ ترتیب سے تبلیغ نہیں کرتا۔

جیسے بے عمل بلکہ بدعمل تھے ویسے ہی رہے اور مبلّغ پر اعتراض جڑ دیا اور نفس کو سمجھا لیا کہ ہم نے بڑا کمال کیا۔ یہ سوال و جواب اور چرب زبانی آخرت میں کام دینے والی نہیں ہے کوئی مبلّغ آپ سے کچھ بھی نہیں کہتا۔ تب بھی آپ کے ذمّہ تھا کہ پُورے دین پر عمل کرتے۔ اگر کسی مبلّغ نے تفصیل سے حرام و حلال کی تفصیل بتا دی یا کسی خاص گناہ پر ٹوک دیا تو اُس کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے خیر کی طرف متوجہ کیا، اسلام قبول کر لیا تو سارے دین پہ چلنے کا اقرار کر لیا۔ دین پہ عمل نہ کرنا اور داعی و مبلّغ پہ اعتراض جڑ دینا کہ تو نے حکمتِ عملی سے کام نہیں لیا۔ یہ طریق کار بے عملی کے عذاب سے بچانے والا نہیں ہے۔ اگرچہ مبلّغ، داعی کا کام یہ ہے کہ موقعہ دیکھ کر تبلیغ کرے، جہاں مناسب جانے پُورے فرائض و واجبات بتائے اور گناہوں کی تفصیلات سے آگاہ کرے اور جہاں مناسب جانے اجمالی

بات کرے۔ اگر حکمت کے تقاضے پر خصوصی کسی عمل پر روک ٹوک کرے، تو یہ بھی ٹھیک ہے اور یہ سب اسکی صوابدید پر ہے تم مبلّغ کو اُلٹا سبق کیوں پڑھاتے ہو کہ وہ ایسا کرے، تمہارا کام تو عمل کرنا ہے، عمل کرتے چلے جاؤ۔ اس کی حکمت عملی کے تقاضے اس پر چھوڑو

○

مبلّغ سے کہنا کہ تم بھی تو فلاں گناہ میں مُبتلا ہو

(۵۶) بعض لوگوں کا یہ بھی طریقہ ہے کہ جب اُن کو کسی عمل پر توجہ دلائی جاتی ہے کہ شرعاً یہ دُرست نہیں ہے تو کلمہ خیر کہنے والے کو یوں جواب دے دیتے ہیں کہ آپ فلاں سے کیوں نہیں کہتے ؟ وہ بھی تو گناہوں میں مُبتلا ہیں۔

یہ بھی عجیب جاہلانہ جواب ہے آپ تو یہ دیکھیے کہ مجھے جس بات پر ٹوکا ہے۔ شرعاً وہ گناہ ہے یا نہیں اگر گناہ ہے تو اُن کا شکر گزار ہونا چاہیے، اور اس گناہ کو چھوڑ دینا چاہیے جس میں مُبتلا ہیں، اس بحث میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں کہ فلاں کو تبلیغ کیوں نہ کی ؟ تبلیغ کرنے والا موقعہ موقعہ سے جس کے لیے جس وقت مناسب جانے گا اظہارِ حق کرے گا اور کلماتِ حق کہے گا کیا اس حیلہ سے ہمیں گناہ کرنا جائز ہو جائے گا کہ مبلّغ نے ہمیں تبلیغ کی اور فلاں کو نہ کی۔ ہر شخص کو اپنی خیر و خُوبی اور خرابی پر غور کرنا چاہیے۔

وہ بھی تو فلاں گناہ میں مُبتلا ہے، یہ کہا اور اپنے نفس کو مطمئن کر دیا کہ تجھے گناہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ جس نے تبلیغ کی تھی اُس کا مُنہ بند کر دیا گیا اس سے آخرت کے مؤاخذہ سے بچ جائیں گے ؟

دوسرا اگر گناہ کرتا ہو تو اس کی وجہ سے خود گناہ کرنا جائز نہیں ہو جاتا۔ حیلہ ۲ کے ذیل میں ہم اس کلام کر چکے ہیں۔ دوسرا اگرچہ گنہگار ہو، لیکن جب ہمیں کلمہ خیر کہہ رہا ہے اور بُرائی سے روک رہا ہے اور ہمارا ایمانی تقاضا یاد دلا رہا ہے تو ہمیں گناہ سے بچ جانا لازم ہے۔ رہی یہ بات کہ وہ بھی بے عمل ہے سو یہ اس کی ذمّہ داری ہے کہ عامل بھی ہو اور مبلّغ بھی ہو، لیکن مبلّغ کے گنہگار ہونے سے ہمارے لیے جائز نہیں ہو جاتا کہ ہم بھی گناہ پر جمے رہیں۔ یہ تو بہت موٹی سی بات ہے۔

○

اسلام میں خواتین کی تعلیم وتربیت اور پردہ کی اہمیت

امام الحرم شیخ علی عبدالرحمٰن الحذیفی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ارشادِ خداوندی ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (النحل: ۹۷)

ترجمہ۔ جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحبِ ایمان ہو تو ہم اُس شخص کو (دُنیا میں) بالُطف زندگی دیں گے اور آخرت میں اس کے اچھے کاموں میں ان کا اجر دیں گے"

عورت اسلامی تعلیمات سے بہرہ مند ہو کر ۱۴ سو سال تک نعمتوں کے گہوارے میں پلتی رہی۔ اُس کی آنکھیں خیر و صلاح، پاکیزگی و طہارت اور عفت و عصمت سے جِلا پاتی رہیں مُسلمان عورت ایک زمانے تک اصلاح و صلاح کا ذریعہ اور نئی نسلوں کی مربیہ بنتی رہی۔ اگر ہم غیر اسلامی معاشرے میں بسنے والی عورتوں کا تقابلی جائزہ لیں تو دین و دُنیا میں مسلمان عورتوں کی فضل و برتری عیاں دبیاں نظر آئے گی۔ صنفِ نازک اپنے ان اوصاف و خصوصیات کے زیور سے آراستہ ہیں۔ یہاں تک کہ مشرق و مغرب میں شیطان کے بگل بجنے لگے اور اُس کے پیروؤں نے مُسلمان عورت کو فریب میں مُبتلا کرنے کی ٹھان لی اور اُسے اس کے اسلامی قلعہ سے باہر نکال کر برسرِ بازار رسوا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اسے شمعِ محفل بنا کر بھیڑیے نما انسانوں کے لیے لقمۂ تر بنایا۔ اس مقصد کے لیے کتابیں تالیف ہوئیں مقالات پر مقالات لکھے گئے اور مختلف ادارے قائم ہوئے اُن کا صرف ایک آوازہ تھا۔

"پردے کی بندش کو پاش پاش کر دو۔ عورت کو اس کی چار دیواری سے باہر لا کر کھڑا کرو۔ پھر اُسے آزاد چھوڑ دو۔ اس کی مرضی میں جو آئے کرے"

خواہشات کے ان غلاموں کی مرضی پُوری ہوتی گئی۔ اُنھوں نے مُسلمان عورتوں کو دھیرے دھیرے ورغلانا شروع کیا۔ انہیں مکرو فریب کے خُوب صُورت جال میں پھانسا گیا۔ عورت نے پہلے تو اپنے لب و رُخسار اور زُلف و رخسار اور زلف و کاکل کی نمائش کی پھر اپنی کلائیوں اور بازوؤں کو واشگاف کیا۔ پھر اپنی پنڈلیوں اور رانوں کو عریاں کیا۔ پھر اپنے سینے کی دلکشی کی طرف دعوتِ نظارہ دی۔ یہی نہیں بلکہ مردوں کے دوش بدوش چلی اور خلوت و جلوت ہر گام پہ اختلاط کی گرم بازاری ہوئی۔ کرامت و شرافت کی قبائیں تار تار ہُوئیں یا خدایا ... پھر نہ پُوچھیے کہ اسلامی معاشرہ کن انارکیوں کا گہوارہ بنا۔ اسے کن کن آفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ فسق و فجور کا کیسا دَور دَورہ ہُوا۔ خاندانوں اور گھروں میں کہاں کہاں خرابیاں گھر کر گئیں اور اخلاقی قدریں انحراف و انارکی کے کس ڈگر پر چل پڑیں۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔ ٥ (الروم ۵ ع)

ترجمہ: خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزہ اُن کو چکھا دے تا کہ وہ باز آ جائیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ عریانی اور بے حیائی، بے پردگی اور بے غیرتی اور اختلاط و یک جائی کی صدا بلند کرنے والوں کے پیچھے کیا رُوح کارفرما ہے؟ وہ دراصل آزادی کے نام پر اپنے سفلی جذبات کی تسکین چاہتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ قف وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوَاتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ٥ (النساء: ۲۷)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے حال پہ توجّہ فرمانا منظور ہے اور وہ لوگ جو کہ شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ۔

اگر ہم مُسلمانوں کی اس افسوس ناک صُورتِ حال اور ان کے موجودہ ابتلاء و آزمائش سے

ماقبل کے احوال اور بعد کی فتنہ سامانیاں و آوارہ گردیاں جن کا وہ شکار ہوئے کا موازنہ دینی و دنیاوی نفع و نقصان کے ترازو سے کریں تو دُنیاوی خسارہ واضح نظر آئے گا۔ میں یہاں صرف دینی نفع و نقصان کا نام نہیں لوں گا، کیونکہ دینی نقصان اور گھاٹا تو اظہر من الشمس ہے۔ یہ زبردست نقصان ہے جو مسلمانوں کے سروں پر آفت بن کر گرا۔ یہی نہیں بلکہ بے پردگی اور بے حیائی کی ماری سولہ سنگار سے لدی، اور اختلاط کی شکار عورت زنا جیسے جرائم کا سبب بنتی ہے اور زنا و سود کاری وہ امراض ہیں کہ جب کسی شہر و بستی میں اُن کا دَور دَورہ ہو جاتا ہے تو پھر عذاب خداوندی میں وہ گھر جاتی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔

ولا فشی الزّنا فی قوم قط الاکثُرَ فیھم الموت (ترمذی باب الفتن)

ترجمہ: "جب بھی کسی قوم میں زنا کا دَور دَورہ ہوا تو اس میں موت کی زیادتی ہوگئی"۔

مسلمانو! یہ ایک حقیقت ہے کہ عورت کو اپنے گھر کی زینت بن کر رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (الاحزاب : ۳۳)

ترجمہ: "تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق مت پھرو۔

اسی میں عورت کی حفاظت ہے۔ اسی میں فتنوں سے امن و امان ہے۔ اسی میں شیطانی دسیسہ کاریوں سے نجات ہے۔ عورت اگر اپنے گھر کی زینت بن کر رہے تو وہ اپنے معبود سے قریب ہے جیسا کہ امام طبرانی رح نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ـــــــــــــــ

ـــــــــــــــ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المرأۃ عورۃ ۔ وانھا اذا خرجت من بیتھا استشرفھا الشیطان۔ وانھا اقرب الی اللہ منھا فی قعر بیتھا۔

ترجمہ: عورت کی ذات قابلِ ستر و پوشیدگی ہے اور جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان فخر محسوس کرتا ہے وہ خُدا کے قریب اس وقت ہوتی ہے۔ جب وہ اپنے گھر کے قلعہ میں محفوظ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اس کی نماز جو وہ گھر میں ادا کرتی ہے مسجد میں ادا کرنے سے افضل ہے

جیسا کہ ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لا تمنعوا نساءکم المساجد و بیوتھن خیر لھن

ترجمہ : "اپنی عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے مت روکو اور ان کو ان کے لیے ان کے گھروں میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔"

عورت جس وقت بن سنور کر نکلتی ہے تو وہ مردوں کے لیے فتنوں اور آفتوں کا سامان کرتی ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا :

ما ترکت بعدی فتنۃ اُضر علی الرجال من النساء

ترجمہ : میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے بڑھ کر زیادہ ضرر رساں سامان فتنہ نہیں چھوڑا۔

نیز ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

لو علم رسول اللہ ما احدثت النساء بعدہ لمنعھن من المسجد

ترجمہ "اگر رسول اللہ کو علم ہوجاتا کہ آپ کے بعد عورتوں نے کیا کچھ کیا تو وہ انہیں مسجدوں سے ضرور روک دیتے۔"

نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پُوچھا گیا کہ عورت کے لیے سب سے بہتر شے کیا ہے تو آپ نے فرمایا :

ان لا تری الرجال ولا یروھا

ترجمہ : وہ نہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد انہیں دیکھیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو مندرجہ ذیل آداب سکھائے۔ فرمایا۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ ۪ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ص (النور ۳۱)

ترجمہ: اور مسلمان عورتوں سے بھی کہہ دیجیے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں، مگر جو اس (موقع زینت) میں سے (غالباً) کھلا رہتا ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں حرج ہے) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھا کریں اور اپنی زینت (کے مواقع مذکورہ) کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں، مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے (محارم پر یعنی) باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر یا اپنے (حقیقی و علاقاتی یا اخیافی) بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی (حقیقی و علاقاتی یا اخیافی) بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا ان مردوں پر جو طفیلی (کے طور پر رہتے) ہوں اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو۔ یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے ناواقف ہوں۔ (مراد غیر مراہق ہیں)

یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو پردے کا حکم دیا گیا ہے اور چہرے کا پردہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

"انصار کی عورتوں کا اللہ بھلا کرے جب مندرجہ بالا آیت کا نزول ہوا اور ان تک پہنچیں تو انھوں نے اپنی چادروں کے دو ٹکڑے کیے اور دوپٹہ بنا لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس طرح حاضر ہونے لگیں گویا سیاہ لبادہ ہو۔"

حضرات! اسلام نام ہے ایسے مذہب کا جو طہارت و پاکیزگی کا نمونہ پیش کرتا ہے جو ضمائر و قلوب سے شرک کی آلائشوں کو پاک کرتا ہے۔ جو برے اور گندے خیالات و تصورات کا قلع قمع کرتا ہے جو معاشرے سے غلط عادات و اطوار کی بیخ کنی کرتا ہے۔ جو پوری دنیا سے شر و فساد اور ظلم کا خاتمہ چاہتا ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات نہ تو بیڑیوں کا نام ہے نہ ہی ناقابلِ برداشت ذمہ داریوں کا جو نفس کے لیے بارِ گراں بن جائیں۔ نہ تو وہ ایسی بندشوں اور پابندیوں کا نام ہے جو عروج و زوال کا راستہ روکیں وہ نظافت و پاکیزگی، ترقی و اقبال مندی اور اصلاح و تقویٰ کا نام ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ (المائدہ: ۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں، لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تمہیں

پاک صاف رکھیں اور یہ کہ تم پر انعام تام فرمادیں تاکہ تم شکر ادا کرو۔

اگر آپ ان پاکباز پاک طینت مُسلم خواتین جو واقعی اسلام سے وابستہ ہیں اور کافر عورتوں کا تقابلی جائزہ مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ مُسلم خواتین دوسری عورتوں کے مقابلہ میں بدرجہا بہتر ہیں۔ خصوصیت سے ہمارا اپنا ملک سعودی عرب ان سب ہی پر فائق ہے جہاں شاذ و نادر ہی بعض ایسے واقعات رونما ہوجاتے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ پردہ کی سختی سے پابندی اور غیر محرم مرد و زن کے عدمِ اختلاط سے اس طرح کے واقعات کی حیثیت نادر مثال کی سی ہے۔

اسلام مسلم عورت کے لیے ضروری سمجھتا ہے کہ وہ علومِ شرعیہ سے واقف ہوں تاکہ معرفت و قربتِ خداوندی کا ذریعہ بنیں۔ نیز اس نے ہر طرح کے ہنر، پیشہ اور دست کاریوں کا سیکھنا مباح قرار دیا جن سے وہ اپنے گھر کی خدمت کرسکتی ہوں یا جن کی ضرورت معاشرہ کو پڑ سکتی ہو۔ بشرطیکہ یہ چیزیں بے پردگی اور اخلاقی انار کی کا راستہ نہ دکھائیں، اختلاط کے دروازے نہ کھولیں اور اجنبی مردوں سے خلا ملا نہ ہونے پائے کیونکہ وہ مسلّم قاعدہ کلیہ ہے کہ "حصولِ مصالح سے پہلے بُرائیوں کا قلع قمع ہوجائے"۔

پھر ایک مُسلمان شخص اس بات کا پابند ہے کہ اپنے دین کی خاطر اپنی دُنیا کو نظر انداز کر دے۔ یا اسے بھینٹ چڑھادے، لیکن اپنے دین کو دُنیا کمانے کے لیے قربان نہ کرے۔ اگر مسلمانوں نے دین بیچ کر دنیاوی عزو شرف حاصل کرلیا تو دُنیا و آخرت دونوں ہاتھ سے گئے، لیکن اگر دین کی حفاظت کرلی تو دُنیا و آخرت دونوں کی حفاظت ہو گئی۔ کیونکہ آخرت (دین) کی مثال پرند کی سی ہے اور دُنیا کی سائے کی سی۔ جس طرح کوئی پرند کو پکڑنا چاہے اور بجائے پرند کو پکڑنے کے سائے کو پکڑنے لگے تو نہ پرندہ ہاتھ آئے گا اور نہ سایہ۔ اسی طرح دین کو اختیار کرلینے سے انشاء اللہ دُنیا سے بھی محرومی نہ ہوگی۔ قرآن وحدیث ایسی مثالوں سے بھرے پڑے ہیں، لہٰذا اسلامی معاشرے کو اس حقیقت کی طرف دھیان دینا چاہیے اور زندگی کے چھوٹے بڑے تمام معاملات میں اسلامی احکام کی پابندی کرنی چاہیے۔ خصوصاً عورت کے مسئلہ پر جو بڑا ہی نازک اور اہم مسئلہ ہے۔ اسی طرح سے عورت کی دینی تعلیم و تربیت کی طرف بھرپور دھیان دینے کی ضرورت ہے جسے اپنی گھریلو اور خاندانی زندگی میں برت سکے اور صحبتِ یارانہ کی پُرفریب لغزشوں سے اپنے کو دُور رکھ کر بے پردگی کے وحشت ناک گڑھے میں گرنے سے بچ سکے۔

اللہ تعالیٰ نے پردہ کا حکم دینے کے بعد ارشاد فرمایا:

وَ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (النّور: ۳۱)

ترجمہ: "اور مسلمانو! تم سے ان احکام میں جو کوتاہی ہوگئی ہو تو، تم اَب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

کسی بھی مسلمان کے لیے اس کے دین و مذہب کے بعد عزّت و ناموس سے بڑھ کر کوئی قیمتی متاع نہیں ہوسکتی۔ اس کی عزّت جان و مال ہر چیز پر مقدم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فساق و فجار کو عزّت و ناموس کی خاطر جان دینے والے عفیف و پاک باز مسلمانوں کی روش ایک آنکھ نہیں بھاتی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (المائدہ: ۵۹)

ترجمہ: "آپ کہیے اے اہلِ کتاب تم ہم میں کون سی بات معیوب پاتے ہوئے ہو بجز اس کے کہ ہم ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے اور اس پر جو پہلے بھیجی جاچکی ہے باوجود اس کے کہ تم میں اکثر لوگ ایمان سے خارج ہیں۔

نیز قومِ لوط کے بارے میں فرمایا:

اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ

ترجمہ: "لوط کے لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو (کیونکہ) یہ لوگ بڑے پاک و صاف بنتے ہیں۔"

اے مسلمان بہنو!

بُرائیوں کی صدائیں بلند کرنے والے اور والیوں کی ملمع سازیوں سے اپنی آنکھیں خیرہ نہ ہونے دو۔ بے پردگی اور بےحیائی کو دلکش اور دلربا انداز میں پیش کرنے والوں پر کان نہ دھرو۔

خدا کا شکر ہے کہ ہم مسلمانوں کو اس کی قطعاً ضرورت نہیں کہ کوئی دوسرا ہمیں عورتوں کے حقوق کا سبق پڑھائے۔ اسلام نے ہر طرح کے حقوق واضح انداز میں بتا دیے ہیں۔

اے مسلمان بھائیو!

تمہارے کاندھوں پر عورتوں کی عظیم ذمّہ داریاں سونپی گئی ہیں۔ لہٰذا تم انہیں لغزشوں اور فتنوں سے دُور رکھو۔ تم بے حیائی و بے غیرتی کے خلاف اعلانِ جنگ کرو۔ تم اپنی رعایا اور ماتحت

(بقیہ بر صـ ۶۲)

جناب سیّد امین گیلانی

دُنیا مردار ہے اور کھانے والے کُتّے
(الحدیث)

کہہ دو دُنیا سے خُدارا مرا پیچھا چھوڑے
مَیں بہت ہو چکا رسوا، مِرا پیچھا چھوڑے

مجھ کو آرام سے سونے دے میں ہوں اک درویش
میرے کس کام کا سونا، مِرا پیچھا چھوڑے

یہ تو کہتی ہے میں اِک بار اسے اپنا لوں
مَیں نے سو بار اِسے چھوڑا، مِرا پیچھا چھوڑے

دُور ہو جائے یہ سب رونقیں اپنی لے کر
مجھ کو رہنے دے اکیلا، مِرا پیچھا چھوڑے

اپنا دل دے دوں اِسے اِس سے میں دولت لے لوں
نہیں منظور یہ سودا، مِرا پیچھا چھوڑے

یہ زلیخا ہی سہی، میں ہوں کہاں کا یوسف
پھاڑ ڈالا مِرا کُرتا، مِرا پیچھا چھوڑے

مَیں جو بندہ ہوں خدا کا تو خُدا کافی ہے
توڑ لے مجھ سے یہ رشتہ، مِرا پیچھا چھوڑے

مَیں نہیں چھوڑوں گا یہ فقر و غنا کا رستہ
چھوڑ دے یہ مِرا رستہ، مِرا پیچھا چھوڑے

مانگنے کے لیے جو اِس نے دیا تھا کاسہ
توڑ ڈالا ہے وہ کاسہ، مِرا پیچھا چھوڑے

ڈال کے آتی ہر روز نیا رُخ پہ نقاب
دے کسی اور کو دھوکا، مِرا پیچھا چھوڑے

میں نے تو کب کے اِسے دیدیئے ہیں تین طلاق
اِس کا کیوں دیکھوں مَیں چہرہ، مِرا پیچھا چھوڑے

پیچھے پیچھے ہے امینؔ کے یہ کمینی دُنیا
کر مدد میری خُدایا مرا پیچھا چھوڑے

قسط : ۲

تاریخ قراءات متواترہ اور حل اشکالات

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الواحد زید مجدہم
مدرّس و نائب مفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

باب دوم: نقل قراءات حصہ ثانی صاحبِ اختیار ائمہ قراءات

انہیں تابعین اور تبع تابعین میں سے وہ حضرات ہیں جنہوں نے تمام چیزوں سے اعراض کر کے اپنے آپ کو خدمتِ قرآن کے لیے وقف کر دیا۔ حصولِ قراءات اور اُن کے ضبط و حفظ میں اتنی جدوجہد کی کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں حتّٰی کہ مقتدائے روزگار ائمہ بن گئے۔ ان میں سے بعض نے کئی کئی صحابہ رضؓ کرام سے اور بعض نے صحابہؓ کرام اور تابعینؒ سے اور بعض نے صرف تابعین سے اور بعض نے تابعین اور تبع تابعینؒ سے قرآن پڑھا اور ہر شخص نے اُن کی تعلیم کردہ وجوہ قراءات میں سے عربیت میں اقویٰ اور موافق رسم وجوہ سے اپنے لیے جُدا جُدا قراءات اختیار کر لیں اور عمر بھر اُنہی کو پڑھتے پڑھاتے رہے۔ تمام مفسرین و محدّثین اور جملہ فقہاء و مجتہدین اُن کی اختیار کردہ قراءتوں کو بلا عذر قبول کرتے تھے اور مندرجہ صدر اِسلامی مرکزوں میں سے کوئی شخص اُن کے ایک حرف کا بھی انکار نہیں کرتا تھا۔ بلکہ دوسری صدی سے دنیائے اسلام میں وہی پڑھی اور پڑھائی جانے لگیں۔ اسلامی ممالک کے بعید ترین حصص اور ہر شہر و قصبہ سے طلباء سفر کر کے اُن سے پڑھنے آتے تھے اور اُن قراءتوں کو اُن کے نام سے منسوب کرتے تھے جو آج تک اُنہی کے نام سے معنون چلی آتی ہیں۔ اُن صاحب اختیار حضرات میں سے

مدینہ منوّرہ میں امام ابوجعفر یزیدؓ بن القعقاع قاری۔ امام شیبۃ بن النصاح قاضی اور اُن کے بعد امام نافع بن عبد الرحمٰن

مکّہ معظمہ میں امام عبد اللہ بن کثیر۔ امام حمید بن قیس الاعرج امام محمّد بن عبد الرحمٰن بن مُحَیصن سہمی۔

کوفہ میں۔ امام یحییٰ بن وثّاب اسدی۔ امام عاصم بن ابی النجود۔ امام سلیمان بن مہران الاعمشؒ۔ ان

کے بعد امام حمزہ بن حبیب الزیّات ۔ پھر امام ابوالحسن علیؒ الکسائی پھر امام خلف بن ھشام البزّار

بصرہ میں امام عبداللہ بن ابی اسحٰقؒ حضرمی ۔ امام عیسٰی بن عمروؒ ہمدانی مزیہ ۔ امام ابو عمروؒ بن العلاءؒ

اُن کے بعد امام عاصمؒ بن حجاج جحدری ۔ پھر امام یعقوبؒ بن اسحاق حضرمی ۔

اور دمشق میں امام عبداللہ بن عامر ۔ امام عطیہؒ بن قیس کلابی ۔ امام اسمعیلؒ بن عبداللہ بن مہاجر ۔

اِن کے بعد امام یحیٰی بن حارث ذِماری ۔ پھر امام شریح بن زید حضرمی مشہور صاحب اختیار ائمہ تھے ۔

اختیار قراءات کا یہ سلسلہ بے حد وسیع تھا جو صدیوں جاری رہا اور خدا جانے کہ کتنے صاحبِ اختیار ائمہ پیدا ہوئے ۔ امام ابو محمد مکّی کہتے ہیں "کتابوں میں اُن ستّر صاحب اختیار ائمہ کی قراءات مذکور ہیں جو قراء سبعہ سے مقدم تھے۔" اس سے قیاس کریں کہ ان کے ہم مرتبہ اور ان سے کم اور کمتر کتنے ائمہ ہوں گے ۔

سلسلہ اختیار کی وجہ

واقعہ یہ ہے کہ کلمات قرآنی کی دو قسمیں ہیں ۔ متفق علیہ جن کو تمام صحابہؓ کرام نے ایک طرح پڑھا ہے ۔ اُن میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا ۔ مختلف فیہ خواہ ان کا تعلّق اصول سے ہو یا فرش سے ہو جن کو صحابہؓ کرام نے لغوی اختلاف یا نحوی وجوہ کی بناء پر مختلف طرح پڑھا ہے ۔ دونوں اقسام کے الفاظ منزَل من اللہ اور حضور نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تعلیم کردہ ہیں ۔ مثلاً ایک صحابیؓ نے صلہ ۔ اظہار ۔ تسہیل اور فتح سیکھا ۔ دوسرے نے بغیر صلہ ۔ اظہار ۔ تسہیل اور فتح ۔ تیسرے نے بغیر صلہ ادغام تسہیل اور امالہ ۔ اسی طرح اور بہت سی شکلیں ہو سکتی ہیں اور چونکہ ان اختلافات کی کوئی ترتیب بعینہٖ واجب نہ تھی لہٰذا تابعینؒ و تبع تابعینؒ نے اپنے اساتذہ کی قراءات سے بہ پابندیٔ شرائط نئی ترتیب سے قراءات اختیار کر لیں اسی وجہ سے صدرِ اوّل کی قراءات کا کوئی شمار نہیں بتایا جا سکتا ۔ محقق کہتے ہیں "امام ابو عُبَیدؒ ۔ قاضی اسمعیلؒ اور امام ابو جعفرؒ ابن جریر طبری نے اپنی کتابوں میں قراء سبعہ سے مقدم وہ پندرہ قراءات بیان کی ہیں جو صحابہؓ کرام کے عہد میں پڑھی جاتی تھیں اور جن سے وہ نماز پڑھتے تھے ۔"

ائمہ کے تلامذہ اور رُواۃ ان گنت تھے اور پھر اُن میں سے ہر ایک کی جانشین ایک قوم بنی جن کی تعداد خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ کسی مصنّف کی یہ طاقت ہے کہ اُن کا احصاء کر سکے ۔

صاحب اختیار ائمہ قراءات سبعہ کے اپنے ان گنت شاگرد ہیں۔ ہر ایک کے دو دو شاگرد جو زیادہ معروف ہوتے ذکر کیے جاتے ہیں۔ یہ راوی کہلاتے ہیں۔ اور پھر راویوں سے مثلاً علامہ دانی صاحب تیسیر رحمہ اللہ تک جن واسطوں سے قراءات پہنچیں ان کو طرق کہتے ہیں۔

قاری	راوی	طرق
۱۔ نافع مدنی	۱۔ قالون	ابونشیط [۱]، ابوحسان [۲]، ابن [۳] بویان ابراہیم [۴] بن عمر مقری [۵]، عبدالباقی [۶]، ابوالفتح
	۲۔ ورش	(۱) ازرق (۲) نحاس (۳) تجیبی (۴) ابوالقاسم خاقانی
۲۔ ابن کثیر مکی	۱۔ بزی	(۱) ابوربیعہ (۲) نقاش (۳) ابوالقاسم فارسی
	۲۔ قنبل	(۱) ابن مجاہد (۲) ابواحمد سامری (۳) ابوالفتح
۳۔ ابوعمرو بصری	۱۔ دوری	(۱) ابن عبدوس (۲) ابن مجاہد (۳) عبدالواحد (۴) ابوالقاسم فارسی
	۲۔ سوسی	(۱) ابن جریر (۲) ابواحمد سامری (۳) ابوالفتح۔
۴۔ ابوعامر شامی	۱۔ ہشام	(۱) الحلوانی (۲) ابن عبدان
	۲۔ ابن ذکوان	(۱) اخفش (۲) نقاش (۳) ابوالقاسم فارسی
۵۔ عاصم کوفی	۱۔ ابوبکر	(۱) یحییٰ (۲) صریفینی (۳) الاصم (۴) ابراہیم بن عبدالرحمٰن (۵) عبدالباقی (۶) ابوالفتح۔
	۲ حفص	(۱) عبید (۲) شنانی (۳) ہاشمی (۴) ابوالحسن
۶۔ حمزہ	۱۔ خلف	(۱) ادریس حداد (۲) ابن بویان (۳) حرتکی

قاری	راوی	طرق
		(۴) ابوالحسن
	۲۔ خلاد	(۱) جوہری (۲) ابن شنبوذ (۳) ابواحمد سامری (۴) ابوالفتح ۔
۷۔ کسائی	۱۔ ابوالحارث	(۱) کسائی صغیر (۲) بطی (۳) زید بن علی (۴) عبدالباقی (۵) ابوالفتح
	۲۔ دوری	(۱) ابوالفضل (۲) ابن جلندا (۳) عبدالباقی (۴) ابوالفتح

قرات روایت اور طریقہ کا فرق

اگر دو قراتوں میں ایسا اختلاف ہے کہ ہر قرات کے تمام راوی اس پر متفق ہیں تو یہ قرات ہے اور اگر کسی قرات کے رواۃ میں اختلاف ہے مگر روایت کے طرق متحد ہیں تو یہ روایت ہے اور اگر راوی کے شاگردوں میں اختلاف ہے خواہ کسی طبقہ میں ہو تو یہ طریقہ ہے۔

باب سوم　ضابطۂ قرات

ہم نے اُوپر بیان کیا ہے کہ ائمہ کے تلامذہ اور ان کے تلامذہ کے تلامذہ ان گنت تھے۔ اُن میں سے بعض ضبط و اتقانِ روایت و درایت وغیرہ میں کامل۔ امام اور حجۃ تھے اور بعض میں کسی وصف کی کمی تھی جس سے اختلاف رونما ہونے لگا اور قریب تھا کہ حق و باطل میں التباس ہو جائے کہ وعدۂ الٰہی آڑے آگیا۔ محقق علمائے اُمّت اور حاذق و مجتہدین مِلّت خِدمتِ کِتاب اللہ کے لیے کھڑے ہو گئے اُنھوں نے طرق و روایات کو جانچا حروف کی پڑتال کی۔ متواتر کو آحاد سے۔ مشہور کو شاذ سے اور صحیح کو فاسد سے ممتاز کیا اُن میں فرق کرنے کے لیے ارکان و اُصول مقرّر کر دیے اور قبولِ قرات کا حسبِ ذیل ضابطہ بنا دیا۔

جو قراۃ عربیت کے موافق ہو اگرچہ یہ موافقت بوجہٖ [1] ہو۔ اور مصاحفِ عثمانیہ

[1] یعنی نحوی وجوہ میں سے کسی وجہ سے موافق ہو خواہ وہ فصیح ہو یا افصح۔ یہ مراد نہیں کہ نحاۃ میں سے کوئی اس کے خلاف ←

میں سے کسی ایک[1] کے مطابق ہو۔ خواہ یہ مطابقت احتمالاً[2] ہو۔ اور سند صحیحہ متصلہ سے ثابت اور

← نہ ہو۔ کیونکہ نحاۃ نے بعض قراءات کا انکار کیا ہے مگر ائمہ قراءۃ ان کے انکار کی ایک ذرہ کے برابر پروا نہیں کرتے، چنانچہ بَارِئْكُمْ۔ يَاْمُرْكُمْ۔ لِسَبَاْ۔ مَكْرَ السَّيِّئْ وغیرہ کے اِسکان۔ هَلْ تَّرَبَّصُوْنَ۔ اِذْ تَّلَقَّوْنَ وغیرہ۔ (بقراءۃ بزیؒ) شَهْرُ رَّمَضَانَ عَفْوَّ اَمُرْ وغیرہ (بقراءت سوسیؒ) فَمَا اسْطَّاعُوْا (بقراءۃ حمزہ) نِعِمَّا لَا يَهْدِّي کے اجتماع ساکنین کُنْ فَيَكُوْنَ کے نصب وَالْاَرْحَامِ کے خفض عَنْ سَاْقَيْهَا کے ہمزہ وِاِنَّ اِلْيَاسَ کے وصل اور بعض دیگر حروف کا بعض نحوی انکار کرتے ہیں۔ علامہ دانیؒ بَارِئْكُمْ کے اسکان پر سیبویہ کا اعتراض نقل کر کے جامع البیان میں کہتے ہیں۔ "اسکان نقلاً اصح اور اداءً اکثر کا مذہب اور میرے نزدیک مختار ہے۔ میں اسی کو لیتا ہوں" پھر ائمہ کے اقوال نقل کر کے کہتے ہیں۔ "ائمہ قراءۃ قرآن کے کسی حرف میں اُس پر عمل نہیں کرتے جو لغت میں زیادہ مشہور اور عربیت میں اقیس ہو بلکہ اُس پر عمل کرتے ہیں جو اثراً اثبت اور نقلاً و روایتاً اصح ہو اور جب اِس طرح کوئی حرف ثابت ہو جائے تو اس کو نہ عربیت کا قیاس رَد کر سکتا ہے اور نہ لغت کی شہرت کیونکہ قراءت سُنّتِ متبعہ ہے جس کا قبول کرنا واجب اور اُس پر لازم ہے"۔

[1] مثلاً قَالُوا اتَّخَذَ اللهُ (بقرہ) مصحف شام میں بلا واؤ۔ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا (توبہ) مصحف مکہ میں بزیادۃ مِنْ۔ خَيْرًا مِّنْهُمَا (کہف) مصاحف حجاز و شام میں بزیادۃ میم تثنیہ اور فَاِنَّ اللهَ الْغَنِيُّ (حدید) مصحف مدینہ اور شام میں بغیر ھُوَ مرسوم تھا۔

[2] احتمالی موافقت سے ہمارے ائمہ کی مراد یہ ہے کہ بعض کلمات میں بعض قراءات رسم کے صریحاً مطابق ہوتی ہیں اور بعض تقدیراً جیسے مٰلِكِ تمام مصاحف میں بلا الف مرسوم ہے پس قراءۃ حذف صریحاً اور قراءۃ الف احتمالاً موافق ہے اور النَّشْاَةَ با الف مرسوم ہے۔ پس قراءۃ مد صریحاً اور قراءۃ قصر احتمالاً موافق ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ہمزہ خلاف قیاس بصورتِ الف لکھا گیا ہو اور بعض کلمات میں تمام قراءات احتمالاً موافق ہوتی ہیں جیسے السَّمٰوٰتِ۔ الصّٰلِحٰتِ وَالَّيْلِ۔ الصَّلٰوةَ۔ الزَّكٰوةَ۔ الرِّبٰوا۔ وغیرہ میں۔ اور جیسے وجآئَ دو جگہ بالف مرسوم ہے اور بعض کلمات میں تمام قراءات صریحاً مطابق ہوتی ہیں۔ جیسے اَنْصَارَ اللهِ۔ فَنَادَتْهُ۔ تَعْلَمُوْنَ۔ هِيْتَ۔ اِنْ نَّعْفُ۔ نُعَذِّبْ وغیرہ کیونکہ مصاحف عثمانی نقاط و اعراب سے مجرد تھے۔ اور اس رسم الخط سے صحابہ کرام کا فضل عظیم ثابت ہوتا ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ علم ہجا میں کیسی معرفت تامہ رکھتے تھے اور جب اُن کا رسم میں یہ حال تھا تو تحقیق معانی میں کیا شان ہوگی۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ "خدا تعالیٰ نے قرآن۔ توریت اور انجیل ←

ائمہ فن کے یہاں مشہور ہو[1] وہ قراءۃ صحیحہ اوران احرفِ سبعہ میں سے ہے جن پر قرآن نازل ہوا۔ محقق کہتے ہیں "جو قراءۃ اس طرح ثابت ہو اُس کا ردو انکار جائز نہیں بلکہ مسلمانوں پر اُس کا قبول کرنا واجب ہے خواہ ائمہ سبعہ کی قراءات میں ہو یا عشرۃ کی یا ما فوق عشرہ کی اور اگر ارکان ثلثہ میں سے کوئی رُکن مختل ہو جائے تو وہ ضعیف شاذ اور فاسد و باطل ہے خواہ سبعہ سے ہو یا ما فوق سبعہ سے۔ تمام محققین ائمہ سلف و خلف اِس تعریف کو صحیح کہتے ہیں" حافظ ابو عمرو دانی۔ ابو محمد مکیؒ۔ اور مہدوی نے یہی تصریح کی ہے باقی تمام متقدمین کا بھی یہی مذہب ہے اور اُن میں سے کوئی اس کے خلاف نہیں"۔ حافظ ابو شامہ مرشد الوجیز میں کہتے ہیں "ہر اُس قراءۃ کو جو ائمہ سبعہ کی جانب منسوب اور صحیح کہلاتی ہو اُسی وقت مُنزّل من اللہ اور صحیح کہہ سکتے ہیں۔ جب وہ اس ضابطہ میں آجائے اور مطابقتِ ضابطہ کی صُورت میں کوئی مصنّف اس کی نقل میں متفرد نہیں ہو سکتا اور نہ وہ کسی امام سے مختص ہو سکتی ہے۔ اصل اعتماد ان اوصافِ ثلثہ پر ہے نہ انتساب پر۔ اور بیشک ہر قراءۃ میں خواہ سبعہ میں سے ہو یا غیر سبعہ سے وجوہِ صحیحہ اور شاذ پائی جاتی ہیں۔ البتّہ قراءاتِ سبعہ سے بوجہ شہرت اور کثرتِ وجوہِ صحیحہ متفق علیہ طمانیت اور میلانِ خاطر زیادہ ہوتا ہے"۔ نیز کہتے ہیں "متاخرین مُقریوں اور اُن کے مقلدین کی زبان پر چڑھا ہُوا ہے کہ قراءاتِ سبعہ تمام وکمال متواتر ہیں یعنی قراء سبعہ مشہورہ سے جو حرف منقول ہے وہ متواتر منزّل من اللہ اور واجب التسلیم ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں، مگر اُن

← میں صحابہ کرام رضؓ کی تعریف کی ہے اوران کے لیے وعدہ کیا ہے جو اُن کے بعد کسی اور کے لیے نہیں۔ اُن حضرات نے سُنّت رسول ہم تک پہنچائی۔ نزول وحی کا مشاہدہ کیا اور حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی مراد عموم۔ خصوص اور عزم و ارشاد اور سُنّت میں سے جو کچھ ہمیں معلوم نہیں وہ اُس سب کو جانتے تھے اور ہم سے ہر طرح کے علم۔ اجتہاد۔ ورع۔ عقل اور استنباط میں افضل تھے۔ اُن کی رائے ہمارے لیے ہماری رائے سے بدرجہا محمود و اولی ہے"۔ محقق کہتے ہیں "صحابہ کرام رضؓ نے الصِّراط۔ اَلْمُصَیْطِرُوْنَ۔ اور یَبْصُطُ کو اصل کے خلاف جو بالسین تھی صاد سے اسی واسطے لکھا ہے کہ حامل قراءتین ہو سکے۔ اور یہی رعایت حذف و اثبات میں ہر جگہ رکھی ہے"۔

[1] مقصد یہ ہے کہ اس قراءۃ کو عادل ضابط نبی صلی اللہ علیہ وسلّم تک اپنے مثل سے روایت کرتے ہوں۔ اور ائمہ ضابطین کے نزدیک مشہور بھی ہو۔ یعنی غلط اور شاذ نہ سمجھی جاتی ہو۔

حروف کے بارہ میں جن کو ائمہ سے نقل کرنے میں تمام طرق اور رواۃ متفق ہیں اور کوئی منکر نہیں۔ حالانکہ (بعض حروف میں) اختلاف و تفرقہ شائع اور مشہور ہے پس اس حال میں کم ازکم اُن حروف کے اندر یہ ضابطہ برتنا پڑے گا جن میں تواتر متحقق نہیں ہُوا۔

علامہ جعبری رح کہتے ہیں۔ "قراءۃ کے لیے ایک شرط ہے۔ صحتِ نقل اور باقی دونوں چیزیں لازم ہیں۔ احُرف سبعہ کے معلوم کرنے کا یہی ضابطہ ہے جس کو ناقلین کی معرفتِ عربیت میں امعانِ نظر رسم کا اتقان ہو اس کے لیے یہ شُبہہ خود بخود منکشف ہوجاتا ہے۔"

بعض متاخرین کا قول کہ صحّت قراءت کیلئے تواتر شرط ہے صحیح نہیں ہے

محقق ابن جزری رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ "بعض متاخرین نے صحتِ قراءۃ کے لیے رسم و عربیت کی موافقت کے ساتھ تواتر کی شرط لگائی ہے اور صحت سند کو کافی نہیں سمجھا ———— وہ کہتے ہیں کہ تواتر کے بغیر قرآن ثابت نہیں ہوسکتا، مگر ان لوگوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ جب کوئی حرف تواتر سے ثابت ہوجائے تو اُس کے لیے نہ عربیت کی موافقت کی شرط ہے اور نہ رسم کی مطابقت کی بلکہ اُس کا قبول کرنا بلا شرط واجب ہے، کیونکہ وہ قطعاً قرآن ہے لیکن جب ہم ہر حرف کے لیے تواتر کی شرط لگادیں تو قراءِ سبعہ کی بہت سی اختلافی وجوہ مرتفع ہوجائیں گی۔ پہلے میرا بھی یہی خیال تھا مگر جب مجھے اِس کی خرابی معلوم ہُوئی تو مَیں نے ائمۂ سلف کی رائے کی جانب رجوع کرلیا۔"

حضرت محقق رح نے متاخرین کی جس رائے کا ذکر کیا ہے وہ چھٹی صدی کے بعد بعض عُلمائے مصر نے قائم کی تھی۔ جس پر وہ صدیوں قائم رہے، چنانچہ علّامہ سید رح غیث النفع میں کہتے ہیں۔ "مذاہبِ اربعہ کے فقہا اور اصولی۔ اور تمام محدّثین و قراء کا مذہب ہے کہ صحتِ قراءۃ کے لیے تواتر شرط ہے۔" اس کے بعد ضابطۂ مندرجۂ صدر نقل کرکے بایں الفاظ اس کی تردید کرتے ہیں۔ یہ بدعت ہے جس سے غیر قرآن قرآن سے مساوی ہوجاتا ہے اور اختلاف قراءۃ سے ثبوت تواتر میں کوئی خرابی نہیں آتی، کیونکہ ایک قراءۃ کسی قوم کو متواتراً پہنچی اور دوسری کو نہیں پہنچی۔ اسی وجہ سے کسی قاری نے دوسرے کی قراءت نہیں پڑھی۔ کیونکہ وہ اُس کو علیٰ وجہ تواتر نہیں پہنچی تھی۔ الخ۔ پھر کہتے ہیں۔ "جو متواتر نہیں وہ شاذ ہے اور اس وقت ماسواء عشرۃ ہر قراءۃ شاذ ہے۔" سیدؒ کے مزاج میں تشدد ہے۔ ورنہ بوجوہات ذیل ایسا نہ کہتے۔

اوّل ۔ اُصولی فقہاء و محدّثین کہتے ہیں کہ قرآن متواتر ہے ۔ یہ نہیں کہتے کہ ہر وجہ اختلافی متواتر ہے باقی رہے قراء اُن میں سے مشاہیر ائمہ کا مسلک اُوپر بیان ہُوا اور حضرت محقق رح کی اس تصریح کے بعد کہ جملہ اسلاف کا یہی مذہب ہے اور اُن میں سے کوئی اس کے خلاف نہیں سیدؒ کا پہلا دعوٰی کہاں تک قابلِ قبول ہے ۔

دوم ۔ غیر قرآن قرآن سے کس طرح مساوی ہو سکتا ہے جبکہ صحّت سند اور شہرت کی قید لگی ہوئی ہے اور اگر مساوات فی التعریف مراد ہے تو کیا نماز وغیرہ کی بعض احادیث کو جو متواتر ہیں اس لیے متواتر نہیں کہہ سکتے کہ قرآن کو متواتر کہتے ہیں ۔

سوم ۔ قراءات سبعہ اور عشرہ کی ہر وجہ اختلافی کے متواتر ہونے کا کس نے دعوٰی کیا ہے ، وہ ظاہر کیا جائے جبکہ علاّمہ دانی رح وغیرہ کی تصریحات اس کے خلاف موجود ہیں ۔

چہارم ۔ کسی وجہ کے غیر متواتر ہونے سے یہ کس طرح لازم آگیا کہ وہ ضرور شاذ ہے جبکہ ان کے درمیان صحیح و مشہور کا مرتبہ اور موجود ہے ۔ خود سیدؒ اور دیگر شیوخِ مصر نے اپنی کتابوں میں ایسی وجوہ بیان کی ہیں ۔ اور سیدؒ کا یہ کہنا کہ کسی قاری نے دوسرے کی قراءۃ اس لیے نہیں پڑھی کہ وہ اسے تواتراً نہیں پہنچی بے معنی بات ہے ۔ شاید موصوف ۔ رواۃ اور طرق کے اختلاف کے بارہ میں بھی یہی کہہ دیں ، حالانکہ وہاں شیخ ایک ہے اور آیا یہ ممکن ہے جو وجہ عاصم رح و ابن کثیر رح کو تواتراً پہنچی ہو وہ بصری رح کو جو اُن کے شاگرد ہیں نہیں پہنچی اور جو حرف حمزہ رح کو پہنچا وہ کسائی رح کو نہیں پہنچا ۔ ہرگز نہیں ۔

حق وہی ہے جو ائمہ سلف نے بیان کیا اور نتیجہ بحث یہ ہے کہ قرآن میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اُس کی تین قسمیں ہیں ۔ اوّل ، باجماع متواتر ۔ دوم ۔ ایک جماعت کے نزدیک متواتر ۔ پہلی قسم میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا ۔ اور دوسری قسم جن حضرات کو تواتراً پہنچی اُن کے طرق کا اُس پر اجماع ہونا چاہیے ، ان دونوں اقسام کے حروف کے لیے نہ عربیت کی موافقت کی شرط ہے اور نہ رسم کی مطابقت کی ، مگر ناممکن ہے کہ یہ عربیت کی کسی وجہ اور رسم کے احتمالاً مطابق نہ ہوں اور اگر بفرضِ محال خلاف ہوں تب بھی کوئی پروا نہیں ۔ سوم صحیح و مشہور جس کو حضور نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ثقاۃ و ضابطہ و عادل بسندِ متصلہ روایت کریں اور ائمہ فن کے نزدیک مشہور ہو مگر تواتر کی حد کو نہ پہنچی ہو اُس کو اسی شرط سے قبول کیا جائے گا کہ وہ اس ضابطہ کے موافق ہو ورنہ ضعیف و شاذ یا باطل ہے ۔ کَمَا مَرَّ ۔

اشکال جب نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے صاحب اختیار تک تواتر شرط نہیں ہے صرف صحتِ نقل کافی ہے تو قراءات کو متواترہ کیونکر کہا جا سکتا ہے؟

حل مناھل العرفان فی علوم القرآن میں عبد العظیم زرقانی رحمہ لکھتے ہیں۔

ان ھذہ الارکان الثلاثۃ تکاد تکون مساویۃ للتواتر فی افادۃ العلم القاطع بالقراءات المقبولۃ۔ بیان ھذہ المساواۃ ان ما بین دفتی المصحف متواتر و مجمع علیہ من الائمۃ فی افضل عھودھا و ھو عھد الصحابۃ فاذا صح سند القراءۃ ووافقت قواعد اللغۃ ثم جاءت موافقۃ لخط ھذا المصحف المتواتر کانت ھذہ الموافقۃ قرینۃ علی افادہ ھذہ الروایۃ للعلم القاطع وان کانت احادا ولا تنس ما ھو مقرر فی علم الاثر من ان خبر الآحاد یفید العلم اذا احتفت بہ قرینۃ توجب ذلک فکان التواتر کان یطلب تحصیلہ فی الاسناد قبل ان یقوم المصحف وثیقۃ متواترۃ بالقران۔ اما بعد وجود ھذا المصحف المجمع علیہ فیکفی فی الروایۃ صحتھا و شھرتھا حتی وافقت رسم ھذا المصحف و لسان العرب۔

قال صاحب الکواکب الدریۃ نقلا عن المحقق ابن الجزری ما نصہ قولنا "وصح سندھا" نعنی بہ ان یروی تلک القراءۃ العدل الضابط عن مثلہ وھکذا حتی ینتھی وتکون مع ذلک مشھورۃ عند ائمۃ ھذا الشان الضابطین لہ غیر معدودۃ عندھم من الغلط او مما شذ بہ بعضھم (ص ۴۲۱/۴۲۰)

ترجمہ: قراءاتِ مقبولہ کے بارے میں (ضابطہ کے) یہ تین ارکان علم قطعی کا فائدہ دینے میں تواتر کے مساوی ہیں۔ اس مساوات کا بیان یہ ہے کہ مصحف کے درمیان جو کچھ ہے اس پر سب سے بہتر زمانہ یعنی صحابہ کے زمانہ کے ائمہ کا تواتر اور اجماع تھا۔ پھر جب سند صحیح ہو تو قواعد لغت اور مصحف متواتر کی رسم

کے ساتھ موافقت روایت کے علم قطعی کا فائدہ دینے پر قرینہ بن جاتا ہے۔ اگرچہ روایت آحاد میں سے ہو۔ نیز یہ بھی مت بھولو کہ علم حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے کہ قرائن کے ہوتے ہوئے خبر واحد علم قطعی کا فائدہ دیتی ہے۔

گویا مصحف کے متواتر وثیقہ بننے سے پیشتر تو سند میں تواتر کو طلب کیا جاسکتا تھا، لیکن متفقہ مصحف کے وجود کے بعد روایت کی صحت و شہرت ہی کافی ہے جبکہ وہ رسم خط اور عربی زبان کے موافق ہو۔

کوکب دریہ میں محقق ابن جزری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ روایت کی سند کے صحیح ہونے سے ہماری مراد یہ ہے کہ عادل و ضابط اپنے جیسوں سے اس قرارت کو روایت کریں اور اسی طرح یہ سلسلہ آخر تک چلے۔ پھر وہ قرارت ماہرینِ فن کے نزدیک غلط اور شاذ نہ ہو بلکہ مشہور ہو۔

اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ مصحف میں جو کچھ ہے وہ تو اجماعی اور متواتر ہے۔ اب صرف اس کی ادائیگی کا مسئلہ رہ گیا ہے تو اس کی ادائیگی کا کوئی طریقہ اگر سند صحیح سے ہو اگرچہ متواتر نہ ہو، تب بھی وہ متواتر کے حکم میں ہے اور اُس کا وہی حکم ہوگا جو متواتر کا ہوتا ہے۔ غرض حکم کے اعتبار سے وہ متواتر ہے۔ اسی لیے ان کو مطلقًا قرارت متواترہ کہا جاتا ہے۔

خلاصۂ ما فی الباب

یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضؓ جن جن وجوہ پر قرآن پڑھتے تھے وہ سب صحیح اور منزّل من اللہ تھیں یعنی ہر صحابی رضؓ کو جو حرف حضور نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پڑھایا تھا۔ وہ اُن کے لیے بلا تائید و تصدیق احدے اور بغیر شاہد حجّت تھا اور ان کے حق میں شذوذ و ضعف ہرگز نہ تھا۔ پھر جب صحابہ رضؓ کرام نے مصاحف عثمانیہ پر اجماع کرلیا تو اُمّت کے لیے اُن کا اتباع ضروری ہوگیا۔

حضرات تابعین رحؒ کبار نے صحابہ کرام سے قرآن پڑھا اور مصاحف عثمانیہ کے مطابق تابعین رحؒ و تبع تابعین رحؒ کو پڑھایا۔ ان دونوں متبرک جماعتوں کے متعدد حضرات نے کئی کئی شیوخ سے قرآن پڑھا اور وجوہ مشہورہ کو انتخاب کرکے اپنے لیے جدا جدا قرارات اختیار کرلیں اور اتباع رسم کے ساتھ اپنے اختیار کو آحاد و غیر مشہور سے بچایا۔ کیونکہ ان کے حق میں شذوذ و ضعف پیدا ہوگیا تھا اور نیز

(بقیہ بر صد ۶۲)

حاصلِ مُطالعہ

مولانا نعیم الدّین صاحب ، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

حضرت شیخ ابوعبداللہ اندلسی رح کا عبرت آموز واقعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمدّ زکریا رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں

"سنہ ہجری کی دوسری صدی ختم پر ہے، آفتابِ نُبوّت غُروب ہوئے ابھی بہت زیادہ مُدّت نہیں گزری لوگوں میں امانت دیانت اور تَدیُّن تقوٰی کا عنصر غالب ہے۔ اسلام کے ہونہار فرزند جس کے ہاتھ پر اس کو فروغ ہونے والا کچھ برسرِ کار ہیں اور کچھ ابھی تربیت پا رہے ہیں۔ ائمہ دین کا زمانہ ہے، ہر ایک شہر عُلمار دین و صلحار متّقین سے آباد نظر آتا ہے۔ خصوصاً مدینۃ الاسلام (بغداد) جو اِس وقت مسلمانوں کا دارالسّلطنت ہے اپنی ظاہری اور باطنی آرائشوں سے آراستہ ہو کر گلزار بنا ہُوا ہے۔ ایک طرف اگر اس کی دلفریب عمارتیں اور ان میں گزرنے والی نہریں دل لبھانے والی ہیں تو دوسری طرف علمار اور صلحار کی مجلسیں درس و تدریس کے حلقے، ذکر و تلاوت کی دلکش آوازیں۔ خدا تعالےٰ کے نیک بندوں کی دلجمعی کا ایک کافی سامان ہے فقہار، محدّثین اور عبّاد و زہّاد کا ایک عجیب و غریب مجمع ہے۔ اس مُبارک مجمع میں ایک بزرگ ابو عبداللہ اندلسی رح کے نام سے مشہور ہیں جو اکثر اہلِ عراق کے پیرو مُرشد اور اُستاد محدّث ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ چکی ہے جن کا عبرتناک واقعہ ہمیں اس وقت ہدیۂ ناظرین کرنا ہے

یہ بزرگ علاوہ زاہد و عابد اور عارف باللہ ہونے کے حدیث و تفسیر میں بھی ایک جلیل القدر امام ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو تیس ہزار حدیثیں حفظ تھیں، اور قرآن شریف کو تمام رِوایاتِ قرأت کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے سفر کا ارادہ کیا، تلامذہ اور مریدین کی جماعت میں سے بہت سے آدمی آپ کے ساتھ ہولیے جن

میں حضرت جنید بغدادی اور حضرت شبلی رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ حضرت شبلی قدس سرہٗ کا بیان ہے کہ ہمارا قافلہ خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم سے نہایت امن و امان اور آرام و اطمینان کے ساتھ منزل بمنزل مقصود کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ہمارا گزر عیسائیوں کی ایک بستی پر ہوا نماز کا وقت ہو چکا تھا، لیکن پانی موجود نہ ہونے کی وجہ سے اب تک ادا نہ کر سکے تھے، بستی میں پہنچ کر پانی کی تلاش ہوئی۔ ہم نے بستی کا چکر لگایا۔ اس دوران میں ہم چند مندروں اور گرجا گھروں پر پہنچے، جن میں آفتاب پرستوں، یہودیوں اور صلیب پرست نصرانیوں کے رُہبان اور پادریوں کا مجمع تھا۔ کوئی آفتاب کو پوجتا اور کوئی آگ کو ڈنڈوت کرتا تھا اور کوئی صلیب کو اپنا قبلہ حاجات بنائے ہوئے تھا۔ ہم یہ دیکھ کر متعجب ہوئے اور ان لوگوں کی کم عقلی اور گمراہی پر حیرت کرتے ہوئے آگے بڑھے، آخر گھومتے گھومتے بستی کے کنارہ پر ہم ایک کنویں پر پہنچے جس پر چند نوجوان لڑکیاں پانی پلا رہی تھیں۔ اتّفاق سے شیخ مُرشد ابوعبداللہ اندلسیؒ کی نظر ان میں سے ایک لڑکی پر پڑی جو اپنے خداداد حسن و جمال میں سب ہمجولیوں سے ممتاز ہونے کے ساتھ زیور اور لباس سے آراستہ تھی۔ شیخ کی اس سے آنکھیں چار ہوتے ہی حالت دگرگوں ہونے لگی، چہرہ بدلنے لگا، اس انتشارِ طبع کی حالت میں شیخ اس کی ہم جولیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے یہ کس کی لڑکی ہے؟

لڑکیاں: یہ اس بستی کے سردار کی لڑکی ہے

شیخ: پھر اس کے باپ نے اس کو اتنا ذلیل کیوں بنا رکھا ہے کہ کنویں سے خود ہی پانی بھرتی ہے۔ کیا وہ اس کے لیے کوئی ماما نوکر نہیں رکھ سکتا جو اُس کی خدمت کرے۔

لڑکیاں: کیوں نہیں، مگر اُس کا باپ ایک نہایت عقیل اور فہیم آدمی ہے اس کا مقصود یہ ہے کہ لڑکی اپنے باپ کے مال و متاع، خشم و خدم پر غرّہ ہو کر کہیں اپنے فطری اخلاق خراب نہ کر بیٹھے اور نکاح کے بعد شوہر کے یہاں جا کر اس کی خدمت میں کوئی قصور نہ کرے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ اس کے بعد سر جھکا کر بیٹھ گئے اور تین دن کامل اس پر گزر گئے کہ نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ کسی سے کلام کرتے ہیں، البتہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو نماز ادا کر لیتے ہیں۔ مریدین اور تلامذہ کی کثیر التعداد جماعت اُن کے ساتھ ہے، لیکن سخت ضیق میں ہیں۔ کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔

حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ تیسرے دن میں نے یہ حالت دیکھ کر پیش قدمی کی اور عرض کیا کہ اے شیخ! آپ کے مریدین آپ کے اس مستمر سکوت سے متعجب اور پریشان ہیں کچھ تو فرمائیے کیا ہے۔

شیخ: (قوم کی طرف متوجہ ہو کر) میرے عزیزو! میں اپنی حالت تم سے کب تک چھپاؤں۔ پرسوں میں نے جس لڑکی کو دیکھا ہے۔ اُس کی محبت مجھ پر اتنی غالب آچکی ہے کہ میرے تمام اعضاء وجوارح پر اُسی کا تسلّط ہے۔ اب کسی طرح ممکن نہیں کہ اس سرزمین کو میں چھوڑ دوں۔

حضرت شبلیؒ: اے ہمارے سردار آپ اہلِ عراق کے پیر و مُرشد، علم وفضل اور زہد و عبادت میں شہرۂ آفاق ہیں، آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار سے متجاوز ہو چکی ہے بطفیل قرآنِ عزیز ہمیں اور ان سب کو رُسوا نہ کیجیے۔

شیخ: میرے عزیز! میرا اور تمہارا نصیب تقدیرِ خداوندی ہو چکی ہے مجھ سے ولایت کا لباس سلب کر لیا گیا ہے اور ہدایت کی علامات اُٹھا لی گئیں یہ کہہ کر رونا شروع کیا اور کہا" اے میری قوم! قضاء قدر نافذ ہو چکی ہے اب کام میرے بس کا نہیں ہے"

حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس عجیب واقعہ پر سخت تعجب ہوا اور حسرت سے رونا شروع کیا۔ شیخ بھی ہمارے ساتھ رو رہے تھے یہاں تک کہ زمین آنسوؤں کے اُمنڈ آنے والے سیلاب سے تر ہو گئی۔ اس کے بعد ہم مجبور ہو کر اپنے وطن بغداد کی طرف لَوٹے لوگ ہمارے آنے کی خبر سُن کر شیخ کی زیارت کے لیے شہر سے باہر آئے اور شیخ کو ہمارے ساتھ نہ دیکھ کر سبب دریافت کیا۔ ہم نے سارا واقعہ

بیان کیا، سُن کر لوگوں میں کہرام مچ گیا۔ شیخ کے مریدوں میں سے کثیر التعداد جماعت اسی غم و حسرت میں اسی وقت عالمِ آخرت کو سدھار گئی اور باقی لوگ گڑگڑا کر خدائے بے نیاز کی بارگاہ میں دُعائیں کر رہے ہیں کہ اے مقلّب القلوب! شیخ کو ہدایت کر اور پھر اپنے مرتبہ پر لوٹا دے۔ اس کے بعد تمام خانقاہیں بند ہوگئیں اور ہم ایک سال تک اسی حسرت و افسوس میں شیخ کے فراق میں لوٹتے رہے۔ ایک سال کے بعد جب مریدوں نے ارادہ کیا کہ چل کر شیخ کی خبر لیں کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں تو ہماری ایک جماعت نے سفر کیا اور اس گاؤں میں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے شیخ کا حال دریافت کیا۔

گاؤں والے : وہ جنگل میں سوّر چرا رہا ہے۔

ہم : خُدا کی پناہ یہ کیا ہُوا۔

گاؤں والے : اس نے سردار کی لڑکی سے منگنی کی تھی۔ اُس کے باپ نے اس شرط پر منظور کر لیا اور وہ جنگل میں سوّر چرانے کی خدمت پر مامور ہے۔

ہم یہ سُن کر ششدر رہ گئے اور غم سے ہمارے کلیجے پھٹنے لگے۔ آنکھوں سے بے ساختہ آنسوؤں کا طوفان اُمنڈنے لگا۔ بمشکل دِل تھام کر اس جنگل میں پہنچے جہاں وہ سوّر چرا رہے تھے۔ دیکھا تو شیخ کے سر پر نصاریٰ کی ٹوپی ہے اور کمر میں زنّار باندھی ہُوئی ہے اور اس عصاء پر ٹیک لگائے ہُوئے خنزیروں کے سامنے کھڑے ہیں جس سے وعظ اور خطبہ کے وقت سہارا لیا کرتے تھے۔ جس نے ہمارے زخموں پر نمک پاشی کا کام کیا۔ شیخ نے ہمیں اپنی طرف آتے دیکھ کر سر جُھکا لیا۔ ہم نے قریب پہنچ کر "السلام علیکم" کہا۔

شیخ : (کسی قدر دبی زبان سے) "وعلیکم السلام"

شبلیؒ : اے شیخ! اس علم و فضل اور حدیث و تفسیر کے ہوتے ہُوئے آج تمہارا کیا حال ہے۔

شیخ : میرے بھائیو! مَیں اپنے اختیار میں نہیں، میرے مولیٰ نے مجھے جیسا چاہا

ویسا کر دیا۔ اور اس قدر مقرّب بنانے کے بعد جب چاہا کہ مجھے اپنے دروازہ سے ڈور پھینک دے تو پھر اس کی قضاء کو کون ٹالنے والا ہے۔ اے عزیزو! خدائے بے نیاز کے قہر و غضب سے ڈرو، اپنے علم و فضل پر مغرور نہ ہو۔ اس کے بعد آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر کہا۔ "اے میرے مولیٰ! میرا گمان تو تیرے بارے میں ایسا نہ تھا کہ تو مجھ کو ذلیل و خوار کر کے اپنے دروازہ سے نکال دے گا" یہ کہہ کر خدائے تعالیٰ سے استغاثہ کرنا اور رونا شروع کر دیا۔ (میرے والد صاحب اس قصّہ کو سُناتے وقت یہ شعر بھی شیخ کی طرف سے پڑھا کرتے تھے ؎

بے نیازی نے تری اے کبریا
مجھ غریب و خستہ کو کیا کیا کیا

(غالباً یہ کسی عربی شعر کا ترجمہ اُردو داں شاعر نے کیا ہوگا) اور شیخ نے آواز دے کر کہا کہ اے شبلی! اپنے غیر کو دیکھ کر عبرت حاصل کر (حدیث میں ہے اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ یعنی نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کو نصیحت کرے۔

شبلیؒ: (رونے کی وجہ سے لکنت کرتی ہُوئی آواز سے نہایت دردناک لہجہ میں) "اے ہمارے پروردگار ہم تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں اور تجھ ہی سے استغاثہ کرتے ہیں ہر کام میں ہم کو تیرا ہی بھروسا ہے، ہم سے یہ مصیبت دُور کر دے کہ تیرے سوا کوئی دفع کرنے والا نہیں"۔

خنزیران کا رونا اور اُن کی دردناک آواز سنتے ہی سب کے سب وہیں جمع ہوگئے اور زمین پر مُرغِ بسمل کی طرح لوٹنا تڑپنا اور چلّانا شروع کر دیا۔ اور اس زور سے چیخے کہ اُن کی آواز سے جنگل اور پہاڑ گُونج اُٹھے۔ یہ میدان، میدانِ حشر کا نمونہ بن گیا، اُدھر شیخ حسرت کے عالم میں زار زار رو رہے تھے۔

حضرت شبلیؒ: شیخ! آپ حافظِ قرآن تھے اور قرآن کو ساتوں قرأت سے پڑھا کرتے تھے۔ اب بھی اس کی کوئی آیت یاد ہے؟

شیخ: اے عزیز مجھے قرآن میں دو آیت کے سوا کچھ یاد نہیں رہا۔

حضرت شبلیؒ : وہ دو آیتیں کون سی ہیں ؟

شیخ : ایک تو یہ ہے ۔ وَمَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ (جس کو اللہ ذلیل کرتا ہے اُس کو کوئی عزّت دینے والا نہیں، بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے) اور دوسری یہ ہے ۔ وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ (جس نے ایمان کے بدلہ میں کفر اختیار کیا تحقیق وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہوگیا۔)

شبلیؒ : اے شیخ ! آپ کو تیس ہزار حدیثیں مع اسناد کے برزبان یاد تھیں ۔ اب اُن میں سے بھی کوئی یاد ہے ؟

شیخ صرف ایک حدیث یاد ہے یعنی مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ (جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اُس کو قتل کر ڈالو۔)

شبلیؒ : ہم یہ حال دیکھ کر بصد حسرت و یاس شیخ کو وہیں چھوڑ کر واپس ہوئے اور بغداد کا قصد کیا ۔ ابھی تین منزل طے کرنے پائے تھے کہ تیسرے روز اچانک شیخ کو اپنے آگے دیکھا کہ نہر سے غسل کر کے نکل رہے ہیں اور باواز بلند شہادتین اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے جاتے تھے ۔ اُس وقت ہماری مسرّت کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جس کو اس سے پہلے ہماری مصیبت اور حسرت و یاس کا اندازہ ہو ۔

شیخ : (قریب پہنچ کر) "مجھے ایک پاک کپڑا دو" اور کپڑا لے کہ سب سے پہلے نماز کی نیت باندھی ، ہم منتظر ہیں کہ شیخ نماز سے فارغ ہوں تو مفصّل واقعہ سُنیں ۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ نماز سے فارغ ہوئے اور ہماری طرف متوجّہ ہو کر بیٹھ گئے ۔

ہم : اُس خدائے قدیر و علیم کا ہزار ہزار شکر جس نے آپ کو ہم سے ملایا اور ہماری جماعت کا شیرازہ بکھر جانے کے بعد پھر درست فرما دیا ، مگر ذرا بیان تو فرمائیے کہ اس انکارِ شدید کے بعد پھر آپ کا آنا کیسے ہوا ؟

شیخ : میرے دوستو ! جب تم مجھے چھوڑ کر واپس ہوئے تو میں نے گڑگڑا کر

اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ خداوندا مجھے اس جنجال سے نجات دے مَیں تیرا خطاکار بندہ ہوں۔ اس سمیع الدعا نے باایں ہمہ میری آواز سُن لی اور میرے سارے گناہ محو کر دیے

ہم : کیا آپ کے اس ابتلاء (آزمائش) کا کوئی سبب تھا؟

شیخ : ہاں جب ہم گاؤں میں اُترے اور بُت خانوں اور گرجا گھروں پر ہمارا گزر ہُوا، آتش پرستوں اور صلیب پرستوں کو غیر اللہ کی عبادت میں مشغول دیکھ کر میرے دل میں تکبّر اور بڑائی پیدا ہُوئی کہ ہم مؤمن موحّد ہیں اور یہ کم بخت کیسے جاہل و احمق ہیں کہ بے حس و بے شعور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں۔ مجھے اسی وقت ایک غیبی آواز دی گئی کہ یہ ایمان و توحید کچھ تمہارا ذاتی کمال نہیں کہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے، کیا تم اپنے ایمان کو اپنے اختیار میں سمجھتے ہو جو اُن کو حقیر سمجھتے ہو اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں ابھی بتلادیں اور مجھے اسی وقت یہ احساس ہُوا کہ گویا ایک جانور میرے قلب سے نکل کر اُڑ گیا، جو درحقیقت ایمان تھا۔

حضرت شبلیؒ : اس کے بعد ہمارا قافلہ نہایت خوشی اور کامیابی کے ساتھ بغداد پہنچا۔ سب مریدین شیخ کی زیارت اور اُن کے دوبارہ قبولِ اسلام سے خوشیاں منا رہے ہیں خانقاہیں اور حجرے کھول دیے گئے۔ بادشاہِ وقت شیخ کی زیارت کے لیے حاضر ہُوا اور کچھ ہدایا پیش کیے۔ شیخ پھر اپنے قدیم شغل میں مشغول ہو گئے اور پھر وہی حدیث و تفسیر وعظ و تذکیر تعلیم و تربیت کا دَور شروع ہو گیا۔ خداوند عالم نے شیخ کو بھُولا ہُوا علم پھر عطا فرما دیا بلکہ اب نسبتاً پہلے سے ہر علم و فن میں ترقّی ہے۔ تلامذہ کی تعداد چالیس ہزار اور اسی حالت میں ایک مُدّت گزر گئی۔ ایک روز ہم صُبح کی نماز پڑھ کر شیخ کی خدمت میں بیٹھے ہُوئے تھے کہ اچانک کسی شخص نے حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں دروازہ پر گیا تو دیکھا کہ ایک شخص سیاہ کپڑوں میں لپٹا ہُوا کھڑا ہے۔

مَیں : آپ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کیا مقصود ہے؟

آنے والا : اپنے شیخ سے کہہ دو کہ وہ لڑکی جس کو آپ فلاں گاؤں میں (اس گاؤں کا نام لے کر جس میں شیخ مُبتلا ہوتے تھے) چھوڑ کر آئے تھے آپ کی خدمت کے لیے

حاضر ہے سچ ہے کہ جب کوئی خدا تعالیٰ کا ہو رہتا ہے تو سارا جہان اُس کا ہو جاتا ہے اور جو اللہ سے مُنہ موڑلیتا ہے تو ہر چیز اُس سے مُنہ موڑ لیتی ہے۔ ع

چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

میں شیخ کے پاس گیا واقعہ بیان کیا۔ شیخ سُنتے ہی زرد ہو گئے اور خوف سے کانپنے لگے۔ اس کے بعد اُس کو اندر آنے کی اجازت دی۔ لڑکی شیخ کو دیکھتے ہی زار زار رو رہی ہے، شدّتِ گریہ دم لینے کی اجازت نہیں دیتا کہ کچھ کلام کرے۔

شیخ: (لڑکی سے خطاب کر کے) تمہارا یہاں کیسے آنا ہُوا اور یہاں تک تمہیں کس نے پہنچایا؟

لڑکی: اے میرے سردار جب آپ ہمارے گاؤں سے رُخصت ہوئے اور مجھے خبر ملی تو میری بے چینی اور بے قراری جس حد کو پہنچی اُس کو کچھ میرا دل ہی جانتا ہے، نہ بھوک رہی نہ پیاس، نیند تو کہاں آتی۔ مَیں رات بھر اسی اضطراب میں رہ کر صُبح کے قریب ذرا لیٹ گئی۔ اور اُس وقت مجھ پر کچھ غنودگی سی غالب ہُوئی اور اسی غنودگی میں مَیں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اگر تو مومنات میں داخل ہونا چاہتی ہے تو بتوں کی عبادت چھوڑ دے اور شیخ کا اتباع کر اور اپنے دین سے توبہ کر کے شیخ کے دین میں داخل ہو جا۔

مَیں: (اسی عالمِ خواب میں اُس شخص کو خطاب کر کے) شیخ کا دین کیا ہے؟

شخص: اُس کا دین اسلام ہے۔

مَیں: اسلام کیا چیز ہے؟

شخص: اس بات کی دل اور زبان سے گواہی دینا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کے برحق رسُول اور پیغمبر ہیں۔

مَیں: تو اچھا میں شیخ کے پاس کس طرح پہنچ سکتی ہوں؟

شخص: ذرا آنکھیں بند کر لو اور اپنا ہاتھ میرے ... ہاتھ میں دے دو۔

مَیں: "بہت اچھا" یہ کہا اور کھڑی ہو گئی اور ہاتھ اُس شخص کے ہاتھ میں دے دیا

شخص، میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھوڑی دُور چل کر بولے "بس کھول دو"

مَیں نے آنکھیں کھولیں، اپنے کو دجلہ (ایک نہر ہے جو بغداد کے نیچے بہتی ہے) کے کنارے پایا۔ اَب مَیں متحیّر ہوں اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہوں کہ میں چند منٹوں میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔

اُس شخص نے آپ کے حجرہ کی طرف اشارہ کر کے کہا "یہ سامنے شیخ کا حجرہ ہے وہاں چلی جاؤ اور شیخ سے کہہ دو کہ آپ کا بھائی خضر (علیہ السّلام) آپ کو سلام کہتا ہے" مَیں اُس شخص کے اشارہ کے موافق یہاں پہنچ گئی اور اَب آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوں مجھے مُسلمان کر لیجیے۔

شیخ نے اُس کو مُسلمان کر کے اپنے پڑوس کے ایک حجرہ میں ٹھہرا دیا کہ یہاں عبادت کرتی رہو۔

لڑکی عبادت میں مشغول ہو گئی اور زہد و عبادت میں اپنے اکثر اَقران سے سبقت لے گئی۔ دن بھر روزہ رکھتی اور رات بھر اپنے مالک بے نیاز کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی۔ محنت سے بدن ڈھل گیا۔ ہڈّی اور چمڑے کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، آخر اسی میں مریض ہو گئی اور مرض اتنا ممتد ہُوا کہ موت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ اور اب اس مسافرِ آخرت کے دل میں اس کے سوا کوئی حسرت باقی نہیں کہ ایک مرتبہ شیخ کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لے۔ کیونکہ جس وقت سے اِس حجرہ میں مقیم ہے نہ شیخ نے اس کو دیکھا ہے اور نہ یہی شیخ کی زیارت کر سکی جس سے آپ چند گھڑی کے مہمان کی حسرت ویاس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ آخر شیخ کو کہلا بھیجا کہ موت سے پہلے ایک مرتبہ میرے پاس ہو جائیں۔

شیخ یہ سُن کر فوراً تشریف لائے۔ جاں بلب لڑکی حسرت بھری نگاہوں سے شیخ کی طرف دیکھنا چاہتی ہے مگر آنسوؤں میں ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں اُسے ایک نظر بھر کر دیکھنے کی مہلت نہیں دیتیں۔ آنسوؤں کا ایک تار بندھا ہُوا ہے، مگر ضعف سے بولنے کی اجازت نہیں، لیکن اس کی زبانِ بے زبانی یہ کہہ رہی ہے ؎

دمِ آخر ہے ظالم دیکھ لینے دے نظر بھر کر
سدا پھر دیدۂ تر کرتے رہنا اشک افشانی

آخر لڑکھڑائی ہوئی زبان اور بیٹھی ہوئی آواز سے اتنا لفظ کہا "السّلام علیکم"۔

شیخ: (شفقت آمیز آواز سے) تم گھبراؤ نہیں، انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہماری ملاقات جنّت میں ہونے والی ہے۔

لڑکی شیخ کے ناصحانہ کلمات سے متأثّر ہوکر خاموش ہوگئی اور اب یہ خاموشی ممتد ہوئی کہ یہ مُہرِ سکوت صُبحِ قیامت سے پہلے نہ ٹوٹے گی۔ اس پر کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ مُسافرِ آخرت نے اس دارِ فانی کو خیر باد کہا۔

شیخ اُس کی وفات پر آبدیدہ ہیں، مگر اُن کی حیات بھی دُنیا میں چند روز سے زائد نہیں رہی۔ حضرت شبلی رح کا بیان ہے کہ چند ہی روز کے بعد شیخ اس عالمِ فانی سے رُخصت ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد مَیں نے شیخ کو خواب میں دیکھا کہ جنّت کے ایک پُر فضاء باغ میں مقیم ہیں اور ستّر حوروں سے آپ کا نکاح ہوا ہے جن میں پہلی وہ عورت جس کے ساتھ نکاح ہوا یہی لڑکی ہے اور اَب وہ دونوں ابدالآباد جنّت کی بیش قیمت نعمتوں میں خوش وخرم ہیں۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يّشاء والله ذوالفضل العظيم [1]

"انوارِ مدینہ" میں
اشتہار
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

---

[1] اکابر کا سلوک واحسان ص۶۷ تا ص۷۶

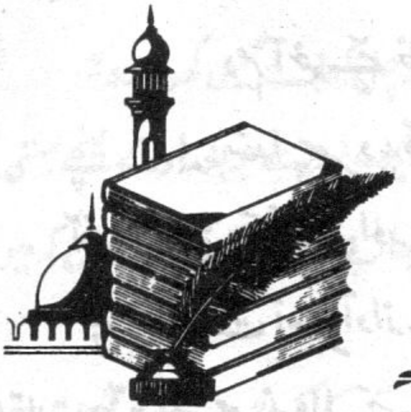

تبصرے کے لئے ہرکتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : خطباتِ ختمِ نبوّت (جلد اوّل)

مرتّب : مولانا محمدّ اسماعیل شجاع آبادی

صفحات : ۳۸۰

سائز : $\frac{۳۶×۲۳}{۱۶}$

ناشر : عالمی مجلس تحفّظ ختم نبوّت حضوری باغ روڈ ملتان

قیمت : ۱۵۰

عقیدۂ ختمِ نبوّت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، اس پر ایمان لائے بغیر نہ تو کوئی شخص مسلمان کہلایا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی شخص اُمّتِ مسلمہ میں شمار ہو سکتا ہے جس طرح اس عقیدہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح اس عقیدہ کا تحفّظ بھی ضروری ہے، ہر دَور میں اہلِ اسلام اس عقیدہ کے تحفّظ کے لیے جدّوجُہد کرتے رہے ہیں، اس دَور میں اللہ تعالیٰ نے اس عقیدہ کے تحفّظ کے لیے عُلماءِ اہلِ سُنّت اکابر دیوبند کو منتخب فرمایا، جنھوں نے اپنے تن من دھن کی بازی لگاکر اس عقیدہ کا تحفّظ کیا۔ اُن کے بعد اُن کے اخلاف اس عقیدہ کے تحفّظ میں کوشاں ہیں اور تقریر و تحریر، تصنیف و تالیف کے ذریعہ اس کے تحفّظ میں لگے ہوئے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب "خطباتِ ختمِ نبوّت" اسی سلسلہ کی ایک کوشش ہے، مولانا محمدّ اسماعیل شجاع آبادی جو عالمی مجلسِ تحفّظِ ختمِ نبوّت کے مبلّغ ہیں اُنھوں نے یہ کتاب ترتیب دی ہے، اس میں اُنھوں نے اکابر عُلماء مثلاً حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحؒ، حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحؒ، مولانا حبیب الرحمٰن

لدھیانویؒ، مولانا قاری محمد طیبؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ مولانا مفتی محمودؒ وغیرہ کے انتہائی نادر و نایاب خطبات کو جمع کیا ہے۔ یہ قیمتی خطبات پہلی بار کتابی شکل میں منظرِ عام پر آرہے ہیں ان کی افادیت کا اندازہ ان کو پڑھنے ہی سے کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبول و منظور فرماتے ہوئے اس سلسلہ کو مزید آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے، کتاب حسنِ معنوی کے ساتھ حسنِ ظاہری سے بھی آراستہ ہے۔ کتابت طباعت عمدہ ہے جلد لیمنیشن ہے، قیمت مناسب ہے۔

○

نام کتاب : مشکلات القرآن
مصنّف : مولانا محمد انور گنگوہی
صفحات : ۲۸۰
سائز : ۳۶×۲۳/۱۶
ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
قیمت : درج نہیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب میں مولانا موصوف نے قرآنِ پاک کی جن آیاتِ کریمہ میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے اُن کا تعارض رفع فرمایا ہے۔ مولانا کی یہ ایک عمدہ کاوش ہے جو طلبہ و مدرسین کے لیے نہایت مفید ہے۔ پہلے یہ کتاب ہندوستان میں طبع ہوئی تھی۔ اسی کا عکس لے کر ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان نے شائع کیا ہے۔ کاغذ و طباعت عمدہ ہے۔ لیمینیشن جلد سے مزیّن ہے۔

○

نام کتاب : پچاس مثالی شخصیات
افادات : حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ
مرتب : محمد اکبر شاہ بخاری
صفحات : ۱۹۰

سائز : ۳۶×۲۳ / ۱۶

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

قیمت : قیمت درج نہیں۔

زیرِ نظر کتاب "پچاس مثالی شخصیات" کے پیشِ لفظ میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے حضرت قاری صاحب کی شخصیت کے ساتھ ساتھ کتاب کا بھی تعارف کروایا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت قاری صاحب قدس سرہ کا زندگی میں جن بزرگوں اور جن معاصر علماء کرام سے کسی بھی نوعیت کا رابطہ اور تعلق رہا اور جو اُن کی زندگی ہی میں اس دُنیا سے سدھارے اور آخرت کی منزل کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے اپنے طبعی تأثرات و مشاہدات ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند "القاسم" دیوبند اور دیگر کُتب و رسائل میں وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے، خصوصاً "تاریخ دارالعلوم دیوبند" میں آپ نے اکابر و اساتذہ اور معاصر علماء کے حالات و خدمات وغیرہ کا جو تذکرہ لکھا ہے اُن میں سے انتخاب کرکے "پچاس مثالی شخصیات" کے عنوان سے برادرِ مکرم جناب حافظ محمد اکبر شاہ بخاری صاحب نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے یہ شذرات یکجا کتابی شکل میں جمع فرمادیے ہیں۔ جو لائقِ تحسین کام ہے، حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان نادر تأثرات و شذرات سے ان مثالی شخصیات کے ایسے خدوخال، نقوش اور زندگی کی عمومی جھلک سامنے آگئی ہے جو تذکرہ نویسوں اور سوانح نگاروں کے لیے کارآمد ثابت ہوگی۔"[1]

اکبر شاہ صاحب کی یہ کاوش لائق صد تبریک ہے تاہم اس میں ایک کمی ضرور محسوس ہوتی ہے اگر وہ پوری کر دی جائے تو اچھا ہو وہ کمی یہ ہے کہ مرتب موصوف نے حضرت قاری صاحبؒ کے یہ شذرات نقل کرتے ہوئے ان کا مأخذ ذکر نہیں کیا، تصنیف و تالیف کے جدید اسلوب کے مطابق مأخذ کا

---

[1] پچاس مثالی شخصیات ص۱۲

ذکر ضروری ہے، اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس سے مزید آگے کام کرنے والے کے لیے آسانی ہوجاتی ہے اور وہ اصل کتاب کی طرف رجوع کر کے وہاں سے اور بہت کچھ حاصل کرلیتا ہے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض اوقات نقل میں کوئی غلطی رہ جاتی ہے جس کی تصحیح مأخذ کی طرف رجوع کے بغیر مشکل ہوتی ہے۔ اس لیے بھی مآخذ کی نشاندہی ضروری ہے، بہرحال یہ کتاب مرتّب موصوف کی ایک عمدہ کاوش ہے جو حسنِ معنوی کے ساتھ حسن ظاہری سے بھی آراستہ ہے، کتابت طباعت عمدہ ہے۔ لیمینیشن جلد سے مزیّن ہے قارئین اس سے ضرور استفادہ فرمائیں۔

○

نام کتاب : غیر مقلدین سے لاجواب سوالات

تالیف : شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ

صفحات : ۲۰۸

سائز : ۳۶×۲۳/۱۶

ناشر : طیب اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

قیمت : درج نہیں

آج سے تقریباً سوا سو سال پہلے کی بات ہے کہ وکیل اہلِ حدیث مولانا محمد حسین بٹالوی نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ایسے دس مسائل کا انتخاب فرماکر جو اُن کے زعم میں بالکل بے دلیل تھے۔ پنجاب و ہند کے تمام علماء احناف کو چیلنج کرتے ہوئے ایک اشتہار شائع کیا کہ اگر کوئی صاحب ان مسائل کے ثبوت میں کوئی حدیث صحیح، قطعی الدلالت پیش کردیں تو وہ فی آیت اور فی حدیث دس روپے انعام دیں گے۔

یہ اشتہار دیوبند پہنچا تو حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے اپنے استاذِ مکرم حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی اجازت و اشارہ سے قلم اُٹھایا اور ایجاز و اختصار کے ساتھ مولانا بٹالوی کے اعتراضات کے ایسے مُسکت جواب دیے کہ بقول مولانا اصغر حسین صاحب "قلم توڑ دیے" حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا یہ جواب اظہار الحق اور اَدِلّہ کاملہ کے نام سے چھپا تھا، ادلہ کاملہ کے مضامین کی بلندی، نگارش کی بلاغت اور عبارت کا اختصار اس بات کا مقتضی تھا کہ اس کی تسہیل کی جائے

تاکہ عام قارئین کے لیے بھی کتاب قابلِ استفادہ ہو سکے، چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز استاذ حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری دامت برکاتہم نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ یہ فریضہ انجام دیا۔ اس طرح یہ کتاب آپ کی تسہیل کے ساتھ شیخ الہند اکیڈمی دیوبند سے شائع ہوئی اسی کا عکس لے کر طیب اکیڈمی ملتان نے یہ کتاب شائع کی ہے، البتہ اکیڈمی والوں نے اس میں دو تصرف کر دیے ہیں۔ (۱) کتاب کا اصل نام تسہیل ادلۂ کاملہ تھا اسے بدل کر "غیر مقلدین سے لاجواب سوالات" کر دیا۔ (۲) پہلے یہ ۲۰×۲۶/۸ سائز پر طبع ہوتی تھی اب اس کا سائز ۲۳×۳۶/۱۶ کر دیا، بہرطور یہ کتاب اپنے موضوع سے متعلق نہایت عمدہ کتاب ہے۔ قارئین اس سے ضرور استفادہ کریں

ن۔ د

بقیہ: خواتین کی تعلیم و تربیت

لوگوں کو خدا کی نافرمانی سے بچاؤ۔ انھیں قرآنی تعلیمات اور سُنّتِ رسول ؐ کے راستوں پر گامزن کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم کو بھی ان کے برابر اجر ملے گا اور ان کے اجر میں بھی کمی نہ ہوگی۔ اگر تم نے اس میں کوتاہی برتی، تساہل سے کام لیا اور ان کو نافرمانیوں کے گرداب میں چھوڑ دیا تو تم سے قیامت میں باز پرس ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

کلکم راعٍ وکلکم مسئولٌ عن رعیته

ترجمہ: "تم سب کے سب چرواہے (نگران) ہو اور سب سے اُن کی رعیّت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔"

بقیہ: تاریخ قراءات

اقویٰ فی العربیت کا لحاظ رکھا۔

قرونِ ثلٰثہ میں ان گنت قراءات پڑھی اور پڑھائی جاتی تھیں اور تیسری صدی تک علماء و ائمہ بتعداد مختلف قراءات پڑھتے اور پڑھاتے اور روایت کرتے تھے، اور جب تیسری صدی میں سلسلۂ تصنیف و تالیف شروع ہوا تو ہر مصنف اپنی کتاب میں اُن قراءات کو بیان کرتا تھا جو اس کو بسند صحیح متصل پہنچتی تھیں، چنانچہ امام ابو عبیدؒ اور قاضی اسمٰعیلؒ نے ۲۵-۲۵ قراءات بیان کی ہیں۔ (جاری ہے)

شیخ الاسلام
مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ایک تاریخی و سوانحی مطالعہ

تالیف

مولانا سید فرید الوحیدی زید مجدہٗ

فاضل دارالعلوم دیوبند ؛ ایم اے علیگ

صفحات : ۸۵۲ - قیمت : ۲۵۰ روپے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ

حیاتِ شیخ الاسلام

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ

شیخ العرب والعجم، شیخ الاسلام حضرت علامہ حافظ سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ
شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، صدر جمعیۃ علماء ہند کے حالاتِ زندگی

تالیف

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ
محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ

قیمت : ۷۵ روپے

اسلام کیا ۔ اور
اسلامی فکر کیا ہے ؟

نتائجِ فکر و رشحاتِ قلم

حضرت مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد عثمان فارقلیط رحمہ اللہ
حضرت مولانا سید محمد میاں رحمہ اللہ

ترتیب :

سید الملّۃ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ
محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ
ناظم جمعیۃ علماء ہند

قیمت : ۵۰ روپے

ھو الحق

دینِ کامل
الاسلام

کی مختصر تصویر
قرآن و حدیث کے آئینے میں

تالیف

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ
محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ
ناظم جمعیۃ علماء ہند

قیمت : ۲۵ روپے

ناشر
مکتبہ محمودیہ
جامعہ مدنیہ ۵ کریم پارک، لاہور

عوام کے لیے خوشخبری

جامعہ مدنیہ لاہور کی زیرِ نگرانی عوامی تعلیمی پروگرام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم
ترجمہ: "دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔" دین کا جتنا علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے اس کی اور اس کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی تعلیم کا جامعہ مدنیہ کی زیرِ نگرانی ادارہ تعلیماتِ دینیہ کے زیرِ اہتمام عوام کی سہولت کے مطابق ایک کورس طے کیا گیا ہے۔ یہ کورس دو حصّوں پر مشتمل ہے اور ہر حصّہ تین ماہ کا ہوگا۔
تعلیم کا وقت مغرب سے عشاء ہوگا۔

اس کورس کی خصوصیات

۱۔ اس کورس کی تعلیم بلا معاوضہ ہوگی۔ ۲۔ جو حضرات عربی زبان نہ پڑھنا چاہیں وہ بھی شریک ہو سکتے ہیں۔
۳۔ جو حضرات کسی وجہ سے پورے کورس میں شرکت نہیں کر سکتے وہ جتنا عرصہ ممکن ہو شرکت کر سکتے ہیں۔
۴۔ جو حضرات یہ کورس مکمل کر لیں گے ان کی دلچسپی پر مزید تعلیم کا انشاء اللہ بندوبست کر دیا جائے گا۔

مقاماتِ تعلیم: (۱) مسجد نمبر ۵۵ مزنگ روڈ ۲۳ جون سے کورس شروع ہو چکا ہے۔
(۲) مسجد جانی شاہ ۱۰۲ لٹن روڈ ۲۶ جولائی سے کورس شروع ہو چکا ہے۔
(۳) جامعہ مدنیہ لاہور ۴ اگست سے کورس شروع کیا جائے گا۔

ارکان ادارہ تعلیمات دینیہ عوام کے تمام تر طبقوں سے شرکت کی درخواست کرتے ہیں

ارکان ادارہ تعلیماتِ دینیہ

۱۔ مولانا سیّد رشید میاں مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور۔ ۴۔ ڈاکٹر سید افتخار الدین ایم بی بی ایس، ریلوے روڈ لاہور
۲۔ مولانا سیّد محمود میاں نائب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور۔ ۵۔ چوہدری عبد الغنی ریٹائرڈ انجنیئر محکمہ ٹیلی فون۔
۳۔ ڈاکٹر مفتی عبد الواحد دار الافتاء جامعہ مدنیہ لاہور۔ ۶۔ جاوید اسلم، اسسٹنٹ ڈائریکٹر واپڈا۔

رابطے کے لیے

ادارہ تعلیماتِ دینیہ جامعہ مدنیہ، مدینہ مسجد کریم پارک، راوی روڈ، لاہور۔ فون: ۲۰۰۵۷۷، ۲۰۱۰۸۶